A COMPREHENSIVE NEWS & FAMILY MAGAZINE

ویج

Monthly **WAIJ** Karachi

ABC CERTIFIED
Registration No.3149
December-2024
APNS MEMBER

Download the App Today!

iOS Play Store

اسٹیٹ لائف
اسٹیٹ لائف انشورنس کارپوریشن آف پاکستان

اب اور بھی آسان - اب اور بھی باسہولت

اپنی منسوخ شدہ پالیسیاں 31 دسمبر، 2024 سے پہلے دوبارہ بحال کروائیں اور لیٹ فیس میں 100 فیصد چھوٹ پائیں۔

اپنے خاندان کی مالی خوشحالی کا تحفظ برقرار رکھنے کے لیے اپنی منسوخ شدہ پالیسی (5 سال کے اندر) بحال کرائیں اور لیٹ فیس میں مکمل چھوٹ حاصل کریں۔ نیز اپنی پیڈ اپ پالیسیاں دوبارہ فعال کرائیں تاکہ 25,000 روپے تک کی لیٹ فیس معاف ہو سکے۔

اپنی قسطیں اور قرضہ آن لائن ادا کریں:

- کسی بھی بینک کے کریڈٹ یا ڈیبٹ کارڈ کے استعمال کے ذریعے www.statelife.com.pk پر ePay استعمال کریں
- کسی بھی بینک کے کریڈٹ یا ڈیبٹ کارڈ کے استعمال کے ذریعے www.statelife.com.pk پر kuickpay استعمال کریں
- موبائل ایپس اور پارٹنر بینکوں کی انٹرنیٹ بینکنگ کے ذریعے

اپنی قسطیں اور قرض بدست خود ادا کریں:

- کسی بھی State Life کاؤنٹر پر
- پارٹنر بینکوں کی کسی برانچ پر

ARGUS■ PID (K)-1625-D/24

GUARANTEED BY GOVERNMENT OF PAKISTAN

AAA

statelife.com.pk digital.statelife.com.pk statehealth.com.pk

statelifeinsurancecorporationofpakistan lifeinsurancecorporationofpakistan-official slicofficial 051-111-777-542503

ABC CERTIFIED

APNS MEMBER

ويڄ

Monthly WAIJ Karachi

قیمت Rs.150/-

جلد 35، شمارہ 12، دسمبر 2024

آئی ایم ایف کے جائز مطالبات

ایسا نہیں تھا میرا کراچی

دریائے سندھ کی تہذیب کب، کیسے اور کس نے دریافت کی

مشینیں نہیں ضمیر زندہ کی

احساس کی آلودگی، ایک اہم معاشرتی مسئلہ

زندگی میں کامیابی چاہتے ہیں، تو یہ آسان کام آج ہی شروع کردیں

پاکستان کی زوال پذیر معیشت اور مافیا راج

بھولنے کی بیماری

27 ڊسمبر شهيد راڻي محترمہ بينظير ڀٽو

ثقافتي ڏھاڙو! وقت جي تقاضا ۽ ڪجھ تجويزون

ڪاروڪاري جي اوٽ ۾ ٽيندڙ سماجي ڪرپشن

بري صحت کان اڪيلائي بهتر آهي

صحافي سماج جي احساسن جذبن کي ظاهر ڪري ٿو

ٽرفائونڊيشن ٽرجي قسمت بدلائي سگھندي؟

گلوبل دنيا ڪي ڪيئن ڏسجي؟

Pakistan	RS.	150.00
U.A.E	DH.	08.00
India	RS.	50.00
Behrain	DN.	01.00
K.S.A	S.R.	05.00
Kuwait	DN.	01.00
U.K	£	04.00

Call: 0300-2019067
Email:
monthlywaij@gmail.com
jamlik11@yahoo.com

خط و خطاب
آفیس نمبر یو ایف 12، کلفٹن شاپنگ
گیلیریا پی ایس او ہاؤس کراچی

چیف ایڈیٹر
جاوید احمد ملک
مینیجنگ ایڈیٹر
فرح ناز
ایڈیٹر: مصطفیٰ کھاوڑ
سب ایڈیٹر اینڈ لے آؤٹ ڈیزائنر
محمد عمران سولنگی
ایڈیٹوریل بورڈ:
جواد احمد ملک ڈائریکٹر
یوسف احمد ملک ڈائریکٹر
بیورو آفیس اسلام آباد: فائزا شاہ کاظمی

لیگل ایڈوائیزر ٹیم
ایڈووکیٹ عبدالقیوم کھاوڑ
ایڈووکیٹ راجا محمد سلیمان سومرو
ایڈووکیٹ محمد داؤد کلہوڑو
کراچی اسپیشل نامہ نگاریو کے
سید ثاقب عالم عابدی
اسپیشل نامہ نگار، دبئی
تسنیم زیدی
اسپیشل نامہ نگار، گوادر
فیصل جاوید،
مارکیٹنگ ٹیم کراچی
ماجد خان
سرکیولیشن مینیجر
شہزاد احمد

هي رسالو پبلشر جاويد احمد ملڪ پرنٽر قيوم خان، دهوم پرنٽنگ پريس ڪراچي وٽان ڇپرائي
آفيس نمبر يو ايف 12، ڪلفٽن شاپنگ گيلريا، پنيان بي ايس او هائوس، ڪراچي مان پڌرو ڪيو ويو

آئی ایم ایف کا جائز مطالبہ

آئی ایم ایف ایک ایسا ادارہ ہے کہ جو ملک اس کے چنگل میں پھنس جائے وہ دوبارہ آسانی سے نکل نہیں سکتا۔ یہ اس کی تاریخ ہے کہ جو ملک اس کے چنگل میں پھنس جائے اسے کئی دہائیوں تک اس کا غلام بن کر جینا پڑتا ہے۔ پہلے تو یہ قرض دیتا ہے پھر اس پر سود لگاتا ہے، پھر سود در سود کا یہ سلسلہ چل نکلتا ہے جو ختم ہونے کا نام نہیں لیتا اور نہ ہی ریاست کی جان چھوٹتی ہے۔

غریب ریاستیں جو اس سے ایک بار قرض لے لیتی ہیں وہ سود کو ختم کرنے کے لیے ہی دوبارہ قرض لیتی ہیں۔ اصل قرض وہیں کا وہیں ہوتا ہے اور یہ سود واپس کرنے کے لیے قرضے لیتی رہتی ہیں جس سے ان پر قرضوں کا بوجھ بڑھتا رہتا ہے۔ پھر رفتہ رفتہ آئی ایم ایف اپنی شرائط عائد کرنا شروع کردیتا ہے اور سخت سے سخت شرائط پر قرضہ دیتا ہے اور پھر ایک وقت ایسا آتا ہے کہ یہ ریاست کے اندرونی معاملات میں بھی مداخلت شروع کردیتا ہے۔ آئی ایم ایف حکومتی فیصلوں پر اثرانداز ہونے کی کوشش کرتا ہے اور ریاستوں کے اندر اپنی مرضی کی قانون سازی کروانے کی کوشش کرتا ہے، جس سے غریب ریاست کے دیوالیہ ہونے کا خطرہ ہوتا ہے، وہ آئی ایم ایف کے سامنے سرجھکا کر اس کی تمام شرائط ماننے پر مجبور ہوجاتی ہے۔ آئی ایم ایف طاقتور ریاستوں کا وائسرائے بن جاتا ہے اور ان کے مفادات کے لیے غریب اور کمزور ریاستوں پر دباؤ ڈالنے لگتا ہے۔

پاکستان بھی ایک طویل عرصے سے آئی ایم ایف کے چنگل میں پھنسا ہوا ہے جس سے نکلنے کی کوئی صورت نظر نہیں آرہی بلکہ مزید پھنستا ہی جارہا ہے، کیونکہ حکومتیں آئی ایم ایف سے قرضے لیے جارہی ہیں مگر واپس کرنے کا کوئی انتظام نہیں بلکہ سود واپس کرنے کے لیے بھی مشکل پیش آتی ہے اور اس کے لیے بھی قرضہ لینا پڑتا ہے۔ یوں پاکستان بھی ان بدقسمت ریاستوں میں سے ایک ہے جو آئی ایم ایف کے چنگل میں پھنس گئی ہیں اور دور دور تک اس سے باہر نکلنے کے کوئی آثار نظر نہیں آرہے۔

آئی ایم ایف پاکستان کو سخت شرائط پر قرض دیتا ہے اور اپنی من مانی کرتا رہتا ہے۔ ہمیشہ حکومت پر دباؤ ڈالتا ہے کہ وہ ملک کے

اندر اس کی مرضی کے مطابق قانون سازی کرے، اس کی مرضی کے مطابق ٹیکس لگائے، اس کی مرضی کے مطابق مہنگائی کرے اور عوام پر بوجھ ڈالے۔ ہماری حکومتیں بھی سر جھکائے تمام مطالبات پورے کرتی رہیں۔ یہ انتہائی شرم ناک بات ہے کہ ایک ریاست ایک ادارے کے سامنے سر جھکا کر اس کی مرضی کے مطابق چلتی رہے اور اپنے ملک کا چاہے جتنا بھی نقصان ہو لیکن وہ اس کے سامنے کچھ بول نہ سکے۔

اس سے قبل آئی ایم ایف نے ہمیشہ حکومتوں سے ایسے فیصلے کروائے جو عوامی مفادات کے خلاف تھے۔ عوام پر ٹیکسوں کا بوجھ لاد دیا گیا اور مہنگائی کی گئی، بجلی اور پٹرول کی قیمتیں بڑھائی گئیں۔ اس قسم کے اور بہت سے ایسے فیصلے کیے گئے جنہوں نے عوام کا جینا محال کر دیا مگر اب پہلی بار ایسا ہوا ہے کہ آئی ایم ایف نے ایسا مطالبہ رکھا ہے جو عوام کا بھی مطالبہ تھا۔ بہت سے لوگ آئی ایم ایف کی شرائط کو دیکھتے ہوئے یہ اعتراض کیا کرتے تھے کہ آئی ایم ایف ہمیشہ ایسی شرائط رکھتا ہے جس سے عوام کے مفادات کو نقصان پہنچتا ہے لیکن حکمرانوں کی عیاشیوں پر کچھ فرق نہیں پڑتا۔ ہمارے حکمران عیاشیوں میں مشغول ہیں لیکن عوام مہنگائی کے بوجھ تلے اور بھی دبتے جا رہے ہیں۔

لیکن اس مرتبہ ایسا ہوا ہے کہ آئی ایم ایف نے حکومت سے بھی اپنے اخراجات کم کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔ یہ عوام کا دیرینہ مطالبہ تھا کہ حکمران اپنے اخراجات کم سے کم کریں کیونکہ پاکستان ایک ایسا ملک ہے جس کا شمار غریب ممالک میں ہوتا ہے۔ لیکن اس کے حکمران امیر ترین افراد میں شمار کیے جاتے ہیں، جن کے اثاثے دن بدن بڑھ رہے ہیں اس لیے کہ ان کی آمدن بہت زیادہ ہے۔ ان کی غیر قانونی امداد یا کرپشن وغیرہ کی دولت کو تو ایک طرف رکھیں، اس کے علاوہ جو انہوں نے قانونی طور پر بھی اپنی آمدن کے ذرائع بنائے ہوئے ہیں وہ بھی اتنے زیادہ ہیں کہ ایک غریب ملک سے اس کی توقع نہیں کی جا سکتی۔ ہمارے حکمرانوں کو بہت زیادہ مراعات حاصل ہوتی ہیں۔ ان کی اپنی تنخواہیں ہی بہت زیادہ ہیں اس کے علاوہ انہیں دیگر مراعات جو حاصل ہوتی ہیں ان کی بھی ایک لمبی فہرست ہے۔ انہیں ہر اجلاس میں شرکت کے پیسے دیے جاتے ہیں، آنے جانے کا خرچ (ٹی اے ڈی اے) دیا جاتا ہے۔ ماہانہ مفت پٹرول دیا جاتا ہے، گاڑیاں اور سیکیورٹی دی جاتی ہیں۔ یہ باتیں سمجھ سے بالاتر ہیں کہ جب انہیں منسٹرز کالونی وغیرہ میں رہائش مل جاتی ہے تو پھر انہیں ٹی اے ڈی اے کیوں دیا جاتا ہے۔ یا تو انہیں رہائش نہ دی گئی ہوتی تو وہ اپنے اپنے شہروں میں رہتے، وہاں سے آنے کے لیے انہیں خرچہ دیا جاتا، لیکن جب اسلام آباد میں بھی انہیں شاندار رہائش گاہیں میسر ہیں تو پھر اسلام آباد میں پابند بنایا جائے وہ ان رہائش گاہوں کو استعمال کریں اور ٹی اے ڈی اے نہ لیں۔

ایک غریب شخص جو پندرہ سے بیس ہزار روپے تنخواہ لے کر اپنی جیب سے اپنے گھر کا کرایہ بھی دیتا ہے، پٹرول کے اخراجات بھی پورے کرتا ہے، اسے کوئی ٹی اے ڈی اے نہیں ملتا، سرکاری ملازم ہوں یا پرائیویٹ لیکن انہیں آنے جانے کے اخراجات نہیں دیے جاتے۔ یہ تو موٹے موٹے اخراجات ہیں، اس کے علاوہ جو کچھ انہیں ملتا ہے عام شہری ان کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔

آئی ایم ایف کے اس مطالبے کو اسی لیے سراہا جا رہا ہے کہ وہ صرف آئی ایم ایف کا نہیں بلکہ عوام کا بھی مطالبہ ہے کہ حکمران اپنے اخراجات کم کریں اور ایک غریب ملک کے حالات پر ترس کھاتے ہوئے اس کے خزانے میں اتنی رقم چھوڑ دیں کہ کم از کم یہ دیوالیہ ہونے سے بچ جائے۔

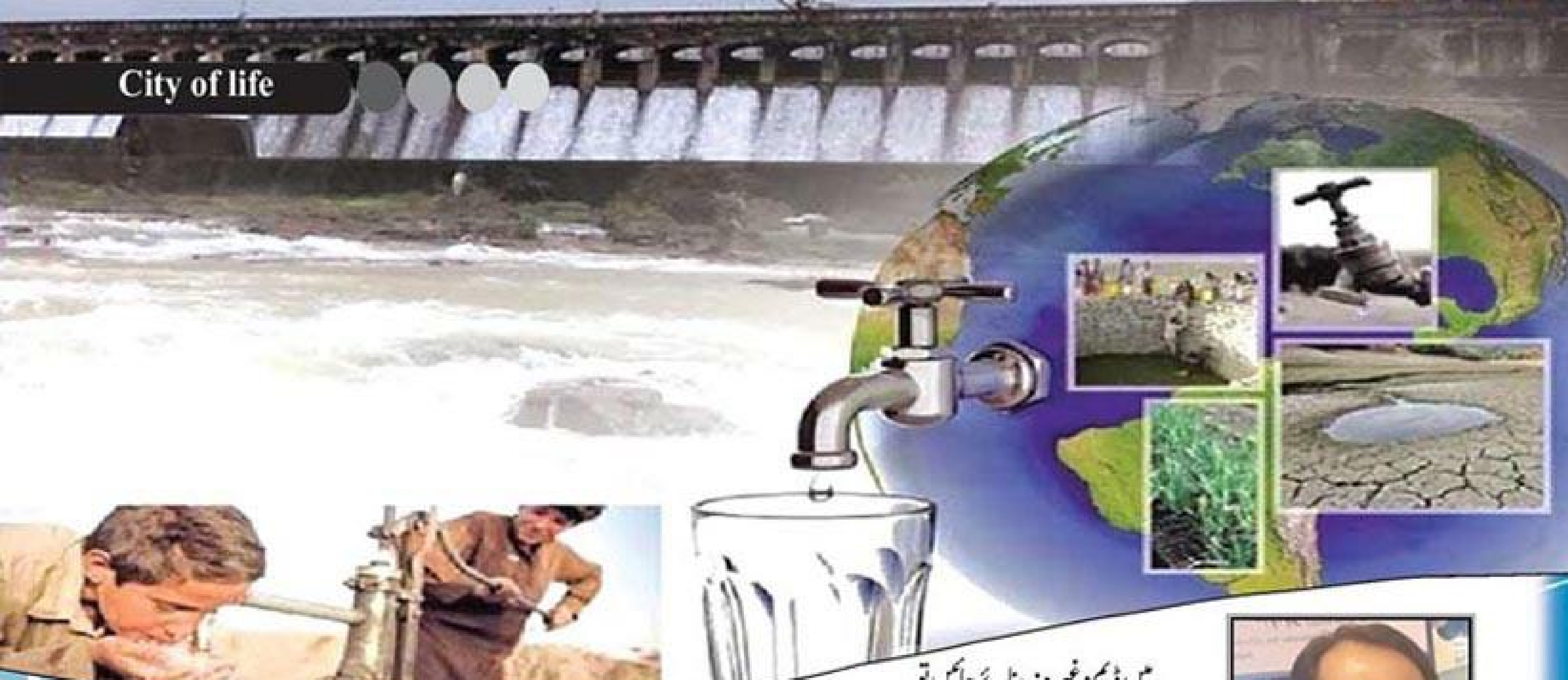

پانی بچانے والوں کو بچاؤ

خرم شہزاد

ویسے تو ہم ایک ایسے معاشرے میں رہتے ہیں جہاں ہر شخص نہ صرف دانشور ہے، بلکہ اس کے پاس دنیا کے ہر مسئلے کا حل بھی موجود ہوتا ہے۔ یہ الگ بات کہ اس حل کو سمجھنے کی صلاحیت ہر کسی میں نہیں ہوتی، جس کی وجہ سے دنیا تمام مسائل کی آماجگاہ بنی ہوئی ہے۔

اس سمجھداری کی ایک بہترین مثال زیریں علاقوں میں رہنے والے لوگوں کی یہ سوچ بھی ہے کہ وہ بالائی علاقوں میں ڈیم بننے اور بنانے کے مخالف ہیں، کیونکہ ان کے خیال میں بالائی علاقوں میں ڈیم بننے سے پانی کے اندر کی ساری بجلی نکال لی جائے گی اور باقی رہ جانے والے 'پھوکلے پانی' کا کسی نے بھلا کیا کرنا ہے۔

چلیں ہم اپنی تمام تر پڑھائی کو بھاڑ میں جھونکتے ہوئے اس منطق سے اتفاق کر لیتے ہیں لیکن پھر انہی زیریں علاقوں میں رہنے والوں سے کوئی نہیں پوچھتا کہ اگر بالائی علاقوں میں ڈیم وغیرہ نہ بنائے جائیں تو کم از کم آپ اپنے ہاں ہی ڈیم بنا کر پانی بچا لیجئے کہ سارا پانی سمندر میں گر رہا ہے لیکن کسی استعمال میں نہیں آ رہا۔ اس پانی سے آپ خود بجلی پیدا کریں یا بجلی نکال کر اپنی فصلوں اور پیداوار میں اضافہ کریں، اس سے کس نے منع کیا ہے؟

اسی معاشرے کے بالائی علاقوں میں رہنے والے بھی اتنے سمجھدار ہیں کہ ان کو ڈیم سے کم پانی جمع کرنے، استعمال کرنے اور بچانے کا کوئی طریقہ پتہ ہی نہیں۔ اگر پتہ بھی ہے تو اسے استعمال کرنا وہ کسرِ شان سمجھتے ہیں۔ کیونکہ اس طرح علاقے کی زراعت کو فائدہ ہو سکتا ہے اور ہم دوسروں کے فائدوں پر زیادہ خوش اور راضی ہونا بھی پسند نہیں کرتے۔ ان لوگوں کی ہر تان بھی آ جا کر چند مخصوص ڈیموں پر ٹوٹتی ہے، جو اب دوسروں کے ساتھ ان کی اپنی چڑ بھی بن چکے ہیں۔

ہمارے ہاں ہر کام کے لیے حکومت ہی ذمے دار ہوتی ہے اور انفرادی سطح پر کام کرنا ہمیں ہمیشہ توہین کا احساس دلاتا ہے کہ دیکھو میں کام کر رہا ہوں، جبکہ باقی سارے جنہیں بھی یہ کام کرنا چاہیے وہ آرام سے بیٹھے ہیں۔ پندرہ سال پہلے نجانے کون بھلا مانس حکومت میں بیٹھا تھا جسے یہاں رہنے والوں کے مستقبل کی فکر ہوئی کہ

اگر آنے والے برسوں میں ہم نے پانی بچانے پر توجہ نہ دی تو تباہی کی طرف ہمارا سفر چلنے کے بجائے دوڑنے لگے گا۔ حکومت نے اس ذمے داری کو اٹھایا اور واٹر مینیجمنٹ کا ادارہ قائم کیا۔ لیکن حکومت بھی تو عوام کا پرتو ہوتی ہے۔ اس لیے عارضی ملازمین سے کام کا آغاز کیا گیا۔

اس ادارے کا کام کسانوں میں شعور لانا تھا کہ نہروں کے کھالے پکے بنائے جائیں تاکہ پانی کے ضائع ہونے کو کم سے کم کیا جا سکے۔ اعداد و شمار کہتے ہیں کہ اگر کھالے تیس فیصد پکے ہوں تو آپ ایک ڈیم کے برابر پانی بچا سکتے ہیں۔ حکومتوں نے اہداف مقرر کئے اور کام شروع ہو گیا۔

آج پندرہ سال گزرنے کے بعد ادارے نے اپنے بہت سے اہداف تو حاصل کر لیے لیکن اس کے ملازمین ابھی تک اپنے بنیادی حق اور ہدف تک پہنچنے میں ناکام رہے ہیں اور اس ناکامی پر ایک مہر پچھلے دنوں سپریم کورٹ کی طرف سے لگائی گئی، جب ان ملازمین کے آٹھ سال پرانے کیس میں ایک لائن کا فیصلہ سنایا گیا کہ یہ تمام ملازمین مستقل نہیں ہو سکتے۔

یہ ملازمین مستقل کیوں نہیں ہو سکتے یا مستقل ہونے کی کیا شرائط ہیں جن پر یہ پورے نہیں اترتے؟ ایسی کوئی بات نہیں بتائی گئی۔ اچھی بات تو یہ تھی کہ اگر ادارے کے ملازمین کو مستقل نہیں کرنا تھا تو پہلے دن ہی بتا دیا جاتا لیکن اب پندرہ سال نوکری کرنے، اپنی عمر اور جوانی

گزار لینے کے بعد جب عدالت کی طرف سے بھی یہ کہا جارہا ہے کہ ان ملازمین کو مستقل نہیں کیا جاسکتا تو سوال یہ ہے آخر ان کا قصور کیا ہے کہ انہیں مستقل نہ کیا جائے؟

پنجاب میں اس وقت ساڑھے تیرہ سو ملازمین اس ادارے سے وابستہ ہیں، لیکن ان کے بارے میں کسی کو کوئی فکر اس لیے بھی نہیں ہے کیونکہ یہ تمام کسی ایک حلقے میں نہیں

آتے۔

ورنہ ساڑھے تیرہ سو گھرانوں کے ووٹ کے لیے ایم این اے اور ایم پی اے صاحب کو اپنی پارٹی میں بغاوت بھی کرنی پڑجاتی تو وہ اس سے گریز نہ کرتے۔ افسوس اس بات کا بھی ہے کہ حکومت اور انتظامیہ میں موجود لوگ اس معاملے کی سنگینی کا اندازہ لگانے سے قاصر ہیں۔ یہی سپریم کورٹ کچھ عرصہ پہلے تک ڈیم بنوانے کے لیے کوشاں تھی اور اس کے لیے اربوں روپے کے اشتہار چینلز والوں نے مفت چلائے۔ وقت کی ستم ظریفی کہ اسی سپریم کورٹ کا فیصلہ ہے کہ ہر سال اور ہر سیزن میں ڈیم برابر پانی بچانے کی کوشش کرنے والے مستقل نہیں ہوسکتے۔

اب یہ سب لوگ اپنے حق کے لیے سڑکوں پر دھکے کھائیں گے۔ شائد پولیس سے ڈنڈے بھی کھانے پڑ جائیں۔ ہڑتالیں اور احتجاج اس سب کے سوا ہو گا۔ لیکن سوال تو یہ ہے کہ حکومت اور انتظامیہ آخر اس مسئلے کو حل کرنے میں دلچسپی کیوں نہیں لے رہی؟ کیا ہم کچھ لاشوں کے گرنے کا انتظار کر رہے ہیں؟ یا پھر ابھی میڈیا نے اس معاملے کو اس طرح سے اٹھایا نہیں جس سے ہمیں بیان بازی کرتے ہوئے خود بھی ریٹنگ مل سکے؟ اس لیے انتظار ہے کہ معاملہ خوب گرم ہو، میڈیا میں ہر طرف اس کا ذکر ہو پھر ہمیں بھی کچھ موقع ملے اسکرینوں پر اپنی موجودگی ثابت کرنے کا اور تب کہیں ہم کوئی ایک آدھ بیان دے کر معاملے کو مزید کچھ عرصے کے لیے ٹالنے کی کوشش کریں گے۔

بات بہت چھوٹی سی ہے کہ وہ تمام لوگ جو ملک میں کم ہوتے پانی کے ذخائر کی حفاظت میں اپنا حصہ ڈال رہے ہیں، جو پانی بچانے کے لیے اپنا دن رات لگا چکے ہیں، ان لوگوں کو بچانے کی ضرورت ہے۔ خدارا ان لوگوں کو بچائیے کہ یہ سب بھی پاکستانی ہیں اور ہمارے معاشرے کا ہی حصہ ہیں۔ سوشل میڈیائی مجاہدین سے گزارش ہے کہ وہ اس معاملے میں آواز اٹھانے کی زحمت نہ کریں، کیونکہ انہوں نے جس کے لیے بھی آواز اٹھائی وہ تمام لوگ کچھ دن کی لائم لائٹ کے بعد معاشرے کی بے حسی کا شکار ہوگئے۔

ساڑھے تیرہ سو لوگوں کی بات ہے۔ یہ لوگ پہلے سے نوکری کر رہے ہیں، انہیں ان کی نوکریاں کرنے دیں۔ بس ساتھ ایک چھوٹا سا مستقل ہونے کا پروانہ جاری کر دیجیے۔ یہ لوگ پانی بچانے کی کوششوں میں لگے ہوئے ہیں، انہیں سڑکوں پر آنے سے روکیے۔ ہر معاملہ سیاست کرنے کے لیے نہیں ہوتا اور ہر معاملے پر تاخیر کبھی کبھار بہت 'تاخیر' بھی کر دیتی ہے۔ ہم جو اپنے پانچ دریاؤں میں سے تین کے سوکھے پن کا پہلے سے شکار ہیں، ملک میں باقی رہ جانے والے پانی کو

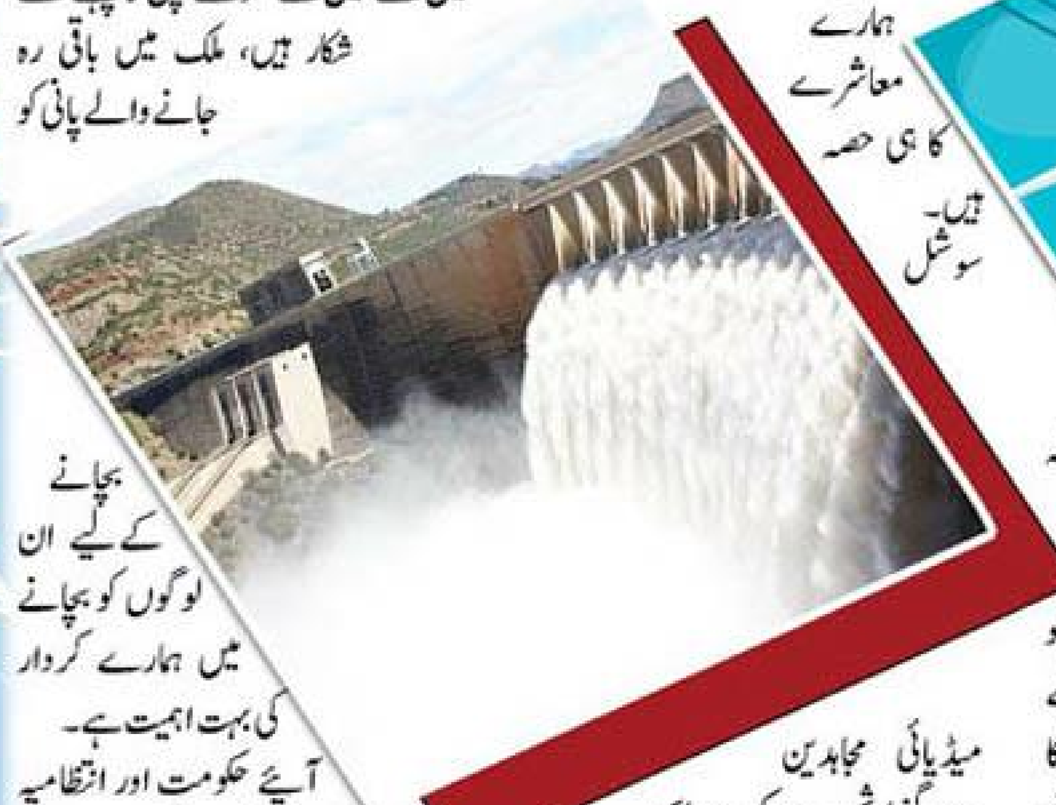

بچانے کے لیے ان لوگوں کو بچانے میں ہمارے کردار کی بہت اہمیت ہے۔

آئیے حکومت اور انتظامیہ سے گزارش کریں کہ اپنے اور ہمارے بچوں اور نسلوں پر رحم کرے۔ ڈیم تو پہلے بھی نہیں بنائے جا رہے لیکن جو ڈیم برابر پانی بچانے میں لگے ہیں انہیں تو کم از کم بچایا جاسکتا ہے۔ آپ کی ایک سچی کوشش آپ کی اپنی آنے والی نسلوں پر آپ کا احسان ہو گا۔ یہ احسان وقت پر کیجیے، اس سے پہلے کہ پانی سر سے گزر جائے۔

ایسا نہیں تھا میرا کراچی

کراچی کی بھی جناب پہلے کیا شناخت ہوتی تھی۔ لوگ اس کو کبھی غریبوں کی ماں کہتے تو کسی کے لیے یہ مواقعوں کی سرزمین تھی۔ کیا تہذیب تھی اس شہر کی۔ آپ، جناب، قبلہ اور حضور کہہ کر لوگوں کو پکارا جاتا تھا۔ یہاں کی لڑائیاں بھی خوب ہوتی تھیں۔ ایسے نفیس لوگ تھے کہ ''تم اور تو'' کہنے کو بھی گالی سمجھتے تھے۔ لیکن یہ سب گزرے زمانے کی باتیں ہیں۔ وہ زمانہ جب محبت کا چلن عام اور نفرتوں کا بیوپار مفقود تھا۔ جیب میں پیسے نہیں تھے لیکن دل محبتوں سے بھرے ہوئے تھے۔

دیکھنا یہ ہوگا کہ کراچی کے مزاج میں بگاڑ آنا کہاں سے شروع ہوا۔ مختلف لوگوں کی اس بارے میں اپنی آرا ہیں۔ کسی کو لگتا ہے کہ جنرل ضیا الحق کا مارشل لا کراچی کو کھا گیا تو کسی کے خیال میں ایم کیو ایم کی سیاست شہر قائد کے زوال کی وجہ ہے۔ ہاں یہ سب مانتے ہیں کہ کلاشنکوف کلچر اور لسانی و فرقہ وارانہ آگ ضیا الحق کے دور میں ہی پروان چڑھی اور اس سے سب سے زیادہ متاثر کراچی ہوا۔

کراچی کے لوگوں میں اصل تبدیلی 80 کی دہائی کے بعد آنا شروع ہوئی۔ ان کے اندر ایک ایسی سوچ پنپنا شروع ہوگئی جس میں ان کا خیال تھا کہ وہ زیادتیوں کا شکار ہیں اور ان کو حقوق سے محروم رکھا جارہا ہے۔ ایک پوری نسل اس کی لپیٹ میں آگئی اور یہ سوچ کراچی کو اس کے ''اصل'' سے جدا کرگئی۔ ذرا سوچیے وہ لوگ جو قمیض کے بٹن کو کھلا چھوڑنا بھی بدتہذیبی سمجھتے تھے وہ کھلے گریبانوں کے ساتھ بازاروں میں نظر آنے لگے۔ آپ، جناب کی جگہ 'تو' اور 'تیرا' جیسے الفاظ نے لے لی۔ وہ شہر جو اردو کا مرکز ہوتا تھا وہاں اس قومی زبان کا وہ حال ہوگیا کہ مجھے یہ کہنے میں کوئی عار نہیں کہ

آج اگر اردو زندہ ہے تو اس کی اصل وجہ اہل پنجاب ہیں۔ اس زبان کی سب سے زیادہ ٹانگ کراچی میں توڑی گئی۔

جب زبان بدلی تو لہجے بھی بدل گئے اور پھر طرز زندگی بھی بدل گیا۔ ان عوامل کا سب سے زیادہ اثر کراچی کے نوجوانوں پر پڑا۔ وہ شہر جو تعلیم میں سب سے آگے ہوتا تھا اس شہر کے نوجوانوں میں نقل کلچر اس طرح پروان چڑھا کہ وہ وقت بھی آگیا کہ امتحانات میں جن سینٹرز میں تھوڑی سختی ہوتی تھی تو 60 فیصد سے زائد طلبا اپنی امتحانی کاپیاں خالی ہی چھوڑ کر واپس آجاتے تھے۔ آپ 1990 کے بعد سے دیکھ لیجیے، یہاں کے ماسٹرز اور گریجویٹ کیے ہوئے نوجوانوں کا لب ولہجہ اور طرز زندگی دیکھ لیجیے، کہیں سے بھی محسوس نہیں ہوتا ہے کہ تعلیم ان کو چھو کر گزری ہے۔ میں یہاں ان نوجوانوں کی بات نہیں کر رہا جو اپنی محنت کے بل بوتے پر آگے بڑھے اور انہوں نے حقیقی معنوں میں اپنے تعلیمی مدارج مکمل کیے لیکن افسوسناک بات یہ ہے کہ ان کی تعداد بہت کم ہے۔

تعلیم کے اس فقدان کا شکار کراچی کی نوجوان نسل جو ٹارگٹ کلنگ، بھتہ خوری، اسٹریٹ کرائم کے سائے تلے جوان ہوئی، اس میں نفسیاتی بگاڑ جنم لینے لگا اور ان کو فرار کے لیے کوئی راستہ چاہیے تھا۔ کہتے ہیں کہ پان کھانا ہندوستان کی ایک تہذیب ہے لیکن اس کا جس بری طرح سے بیڑا غرق کراچی میں کیا گیا اس کی مثال نہیں ملتی۔ چلیے پان تک

تو بات ٹھیک تھی لیکن یہ کیسا ظلم ہے کہ اب اس تہذیبی شہر کی پہچان ''گٹکا، ماوا'' بنادی گئی ہے۔ اپنے ارد گرد نظر دوڑایئے آپ کو کراچی کے نوجوانوں کے منہ ہمیشہ چلتے ہوئے نظر آئیں گے۔ ایسے ایسے مناظر دیکھنے میں آتے ہیں کہ آنکھیں دنگ رہ جاتی ہیں۔ مثلاً آپ کسی بس میں سفر کر رہے ہیں اور وہاں کوئی صاحب جیب سے ماوے کا پیکٹ نکالیں گے اور ابھی اس کو کھانے کی تیاری کر رہے ہوں گے تو برابر والے صاحب بلا کسی تکلف کہیں گے کہ ''دو دانے مجھے بھی دینا'' ایسا لگتا ہے کہ پٹھی بھائیوں کی طرح اب پورا شہر ''گٹکا، ماوا بھائی'' بن گیا ہے۔ کسی کو کوئی فکر نہیں کہ اس کے صحت پر کیا اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔ بس کراچی والوں کو اپنے اسٹریس سے نجات کے لیے کوئی فرار چاہیے اور وہ اب چاہے گٹکے ماوے کی شکل میں ہی کیوں نہ ہو۔

یہاں مجھے پی ایس پی کے چیئرمین مصطفیٰ کمال یاد آرہے ہیں جنہوں نے اپنی پارٹی کی بنیاد رکھتے ہوئے جو یادگار پریس کانفرنس کی تھی اس میں اپنے سابق قائد کے لیے ان کا ایک جملہ بہت زیادہ مشہور ہوا تھا، جس میں وہ کہتے ہیں کہ ''یہ شخص ہمیں کہاں سے کہاں لے آیا؟''۔ میں مصطفیٰ کمال کے جملے میں تھوڑی ترمیم کرتے ہوئے بس یہی کہنا چاہتا ہوں کہ ''تعلیم کا فقدان ہمیں کہاں سے کہاں لے آیا ہے''۔

کے ایسے ایسے الفاظ سننے کو مل رہے ہیں کہ ہم نے تمام لغات چھان لیں لیکن ان کا کوئی سراغ نہیں ملا۔ ہمیں تہذیب کے ایسے نمونے دیکھنے کو مل رہے ہیں کہ عقل حیران ہے کہ ''یا الٰہی یا کیا ماجرا ہے''۔ مثلاً گزشتہ دنوں سوشل میڈیا پر وائرل ہونے والی ایک وڈیو کو ہی دیکھ لیجیے کہ کس طرح ایک نوجوان سڑک سے اپنی کوئی چیز اٹھانے کی کوشش کر رہا تھا کہ اچانک ایک دوسرا نوجوان اپنی موٹر سائیکل پر آتا ہے اور وہ چیز اٹھا کر آگے لے جاتا ہے اور پھر تھوڑی دور سے واپس آکر اس کے حوالے کر دیتا ہے۔ وہ نوجوان اظہار تشکر کے طور پر اپنی جیب سے ماوا نکال کر اپنے ''محسن'' کو پیش کر دیتا ہے۔ سوشل میڈیا پر یہ وڈیو وائرل ہے اور کراچی والے اس فخریہ جملے کے ساتھ اس کو شیئر کر رہے ہیں کہ ''ایسے ہیں کراچی والے'' جبکہ بخدا کراچی والے ایسے نہیں تھے۔

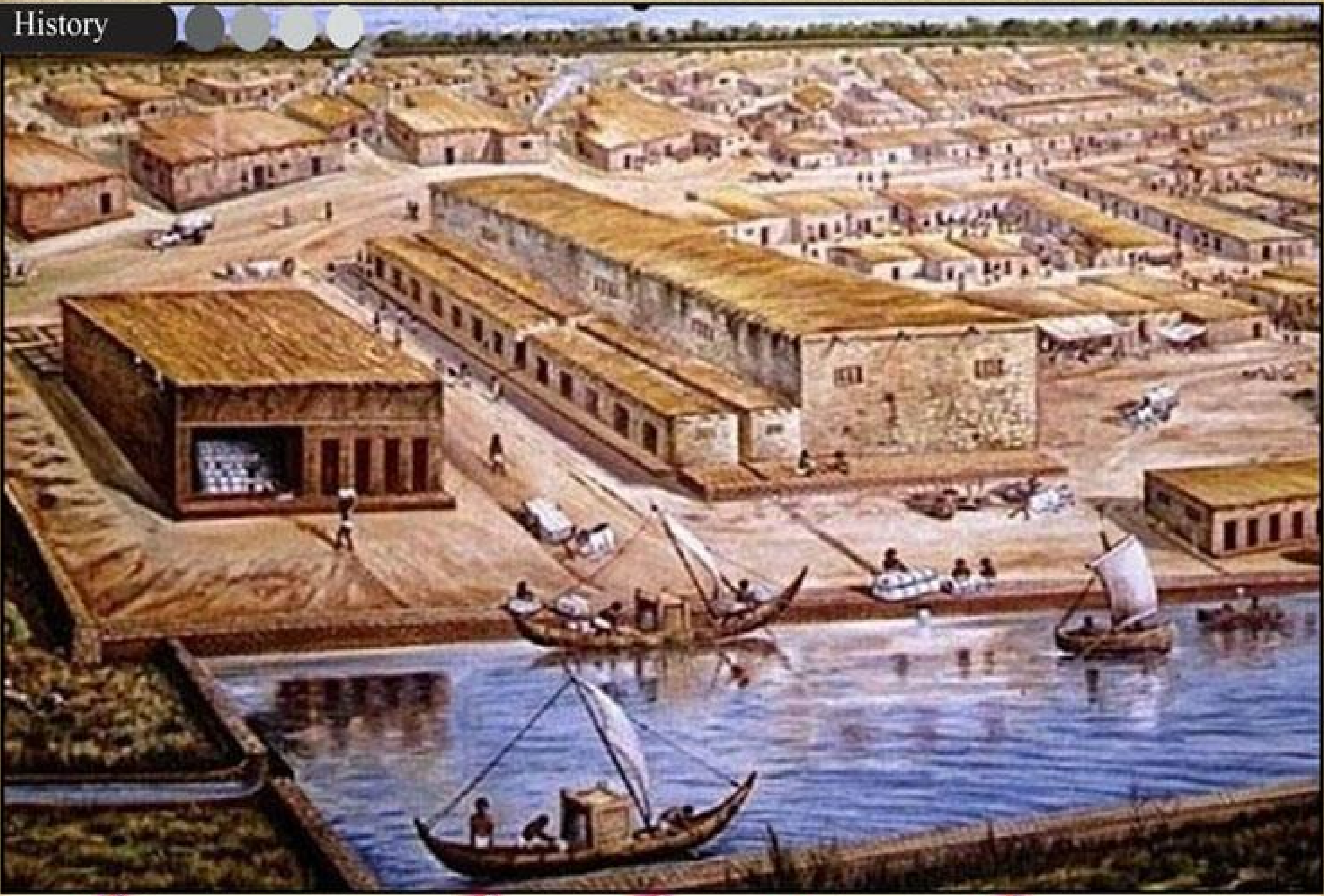

دریائے سندھ کی تہذیب کب، کیسے اور کس نے دریافت کی؟

وِل ڈیورا جو دنیا کے جانے مانے تاریخ دان سمجھے جاتے ہیں، اپنی کتاب دی اِسٹوری آف سویلائزیشن میں لکھتے ہیں "جب خوفو نے پہلا احرام تعمیر کروایا تو موہنجوداڑو اپنے عروج پر تھا"۔ مجھے وِل ڈیورا کی دریائے سندھ کی ترائی پر آباد، اِنڈس ویلی سویلائزیشن کے بارے میں کی گئی اس بات کی اصل گہرائی کا اندازہ اس وقت ہوا جب میں نے متعلقہ کتب میں پڑھا کہ لاہور سے ملتان جاتے ہوئے سب سے پہلے جو ریلوے ٹریک 1856 میں بچھایا گیا تھا اس میں تقریباً100 میل تک ہڑپہ سے چوری شدہ اینٹوں کا استعمال کیا گیا۔ اس بات کا علم ہوتے ہی میں نے بغیر کسی وقفے کے گوگل پر ہڑپہ کی تصاویر ملاحظہ کیں۔ ہڑپہ کے موجودہ کھنڈرات کی تصاویر دیکھ کر دل اس بات پر گریہ کن ہوا کہ ہم کس قدر بے حس واقع ہوئے ہیں۔ میں ان تصاویر پر اپنی نظریں جمائے اس سوچ میں گم تھا کہ اگر وہ اینٹیں جو آج ریل کی پٹریوں کے نیچے دبی پڑی ہیں، وہ اپنی صحیح جگہ پر موجود ہوتیں تو ہڑپہ میں کھنڈرات کی صرف بنیادیں ہی موجود نہ ہوتیں بلکہ وسیع پیمانے پر تباہ شدہ عمارتوں کے آثار بھی موجود ہوتے۔ اپنے لوگوں کی بے حسی پر جب دل آنسو بہا چکا تو خیال ہوا کہ کیوں نہ اس بات پر تحقیق کی جائے کہ کیسے یہ عظیم تہذیب منظر عام پر آئی اور وہ کون لوگ تھے جن کی وجہ سے آج تک کچھ باقیات اب بھی اِنڈس ویلی سویلائزیشن کی مختلف سائٹس پر موجود ہیں۔ کچھ دنوں تک تو تحقیق کا یہ خیال میرے تخیلات میں صرف غوطے ہی لگاتا رہا مگر چند دنوں کی ٹال مٹول کے بعد میں نے تحقیق کا آغاز کر ہی دیا۔ میں کوشش کروں گا کہ آپ کو یہ تحقیق ایک کہانی کی

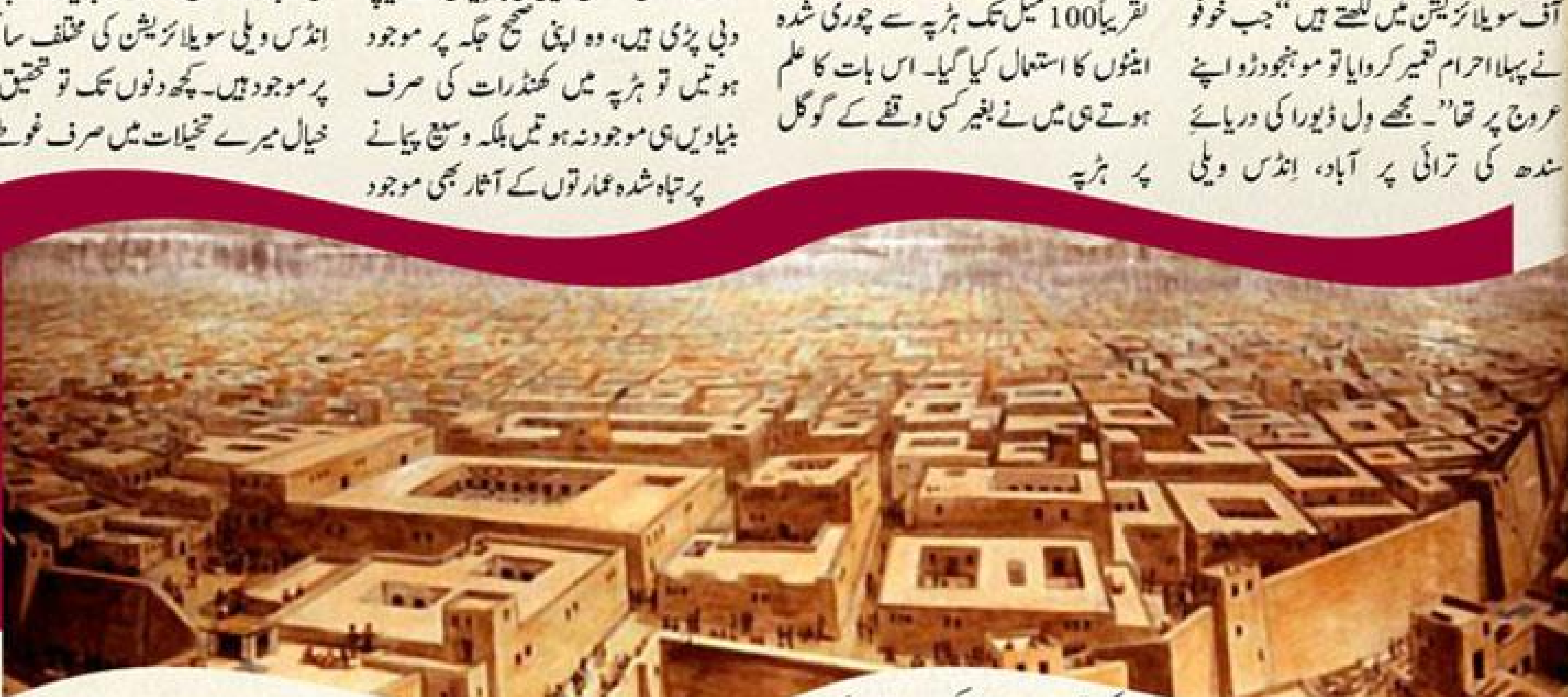

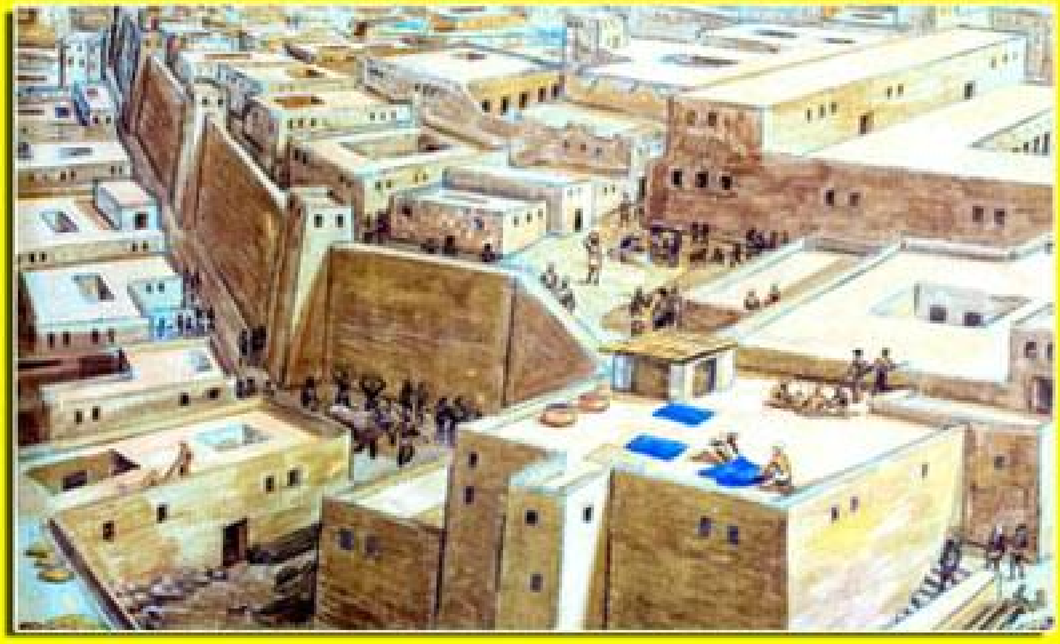

برطانوی جاسوس جیمز لیوس کی ہڑپہ آمد:
اس کہانی کا آغاز جیمز لیوس نامی برطانوی فوجی سے ہوتا ہے۔ چونکہ یہ حضرت ایک جاسوس بھی تھے اسی وجہ سے ان کا ایک فرضی نام چارلس میسن بھی تھا۔ تاریخ میں یہ شخص چارلس میسن کے نام سے زیادہ مشہور ہے، اس وجہ سے میں اس تحریر میں اس کا یہی نام استعمال کروں گا۔ چارلس کو سکے اور پرانے نوادرات جمع کرنے کا بہت شوق تھا اور اسی شوق کے تحت 1826 میں اپنے سفر کے دوران یہ پنجاب کے کچھ علاقوں سے بھی گزرے۔ ملتان کی طرف جاتے ہوئے مقامی لوگوں سے پوچھتے ہوئے جنگلوں کے درمیان سے ہوتے ہوئے ایک ایسی جگہ پر پہنچے جہاں کچھ کھنڈرات موجود تھے۔ جب لوگوں سے اس جگہ کا نام دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ جگہ ہڑپہ کہلاتی ہے۔ چارلس نے کچھ وقت ہڑپہ میں قیام کیا اور اپنے قیام کے دوران کھنڈرات کی تصاویر اپنے پاس موجود ڈائری کے کچھ صفحات پر بنالیں۔ اس وقت تک وہ یہ جانتے ہی نہیں تھے کہ ہڑپہ اصل میں کیا ہے اور ماضی کی کس تہذیب سے تعلق رکھتا ہے۔ بلکہ یہ کہنا زیادہ درست ہے کہ وہ زندگی بھر ہڑپہ کی اصلیت سے بے خبر ہی رہے۔ خیر! کچھ عرصے بعد وہ برطانیہ واپس چلے گئے اور وہاں جاکر انہوں نے ایک کتاب نیریٹو آف ویریئس جرنیز ان بلوچستان، افغانستان، پنجاب اینڈ قلات لکھی۔ اس کتاب میں چارلس نے ہڑپہ کی باقیات کا ذکر کچھ اس طرح کیا۔

"میں نے اسے گاؤں اور اینٹوں کے تباہ حال قلعے کے سامنے پایا۔ ہمارے پیچھے ایک دائرہ نما بڑا ٹیلا یا اونچائی تھی۔ اور مشرق کی طرف ایک بے ترتیب چٹانی اونچائی تھی جو عمارتوں کی باقیات اور دیواروں کے ٹکڑوں سے بھری ہوئی تھی۔" چارلس سمجھ رہے تھے کہ ہڑپہ میں موجود باقیات آریائی قوم کے آباد کردہ سنگالا نامی شہر کی باقیات ہیں، جسے سکندر اعظم نے زمین بوس کیا تھا۔ مگر یہ محض ان کی غلط فہمی تھی۔

الیگزینڈر برنز کی ہڑپہ آمد:

چارلس کے ہڑپہ جانے کے پانچ سال بعد ایک اور سیاح جن کا نام الیگزینڈر برنز تھا، ہڑپہ کی طرف سے گزرے۔ انہوں نے جو کچھ وہاں دیکھا اپنی کتاب ٹریولز ان ٹو بخارہ کی تیسری جلد، صفحہ نمبر 137 میں درج کیا۔ "تلمبہ سے تقریباً پچاس میل مشرق کی طرف، ہڑپہ نامی ایک قدیمی شہر کی باقیات کا جائزہ لینے کے لیے میں نے چار میل کا فاصلہ ملک کے اندرونی علاقوں کی طرف کیا۔ تقریباً تین میل کے گھیراؤ میں موجود یہ وسیع باقیات اینٹوں سے بنائی گئی ہیں۔ شہر میں دریا کے کنارے پر ایک تباہ شدہ قلعہ ہے مگر علاوہ ازیں ہڑپہ ایک مکمل تباہی کی تصویر ہے جس میں ایک بھی عمارت سالم نہیں ہے۔" الیگزینڈر برنز مزید لکھتے ہیں "روایت کے مطابق ہڑپہ کے زوال کا زمانہ 1300 سال پہلے کا وہی زمانہ ہے جس میں شور کوٹ تباہی کا شکار ہوا تھا اور لوگ ہڑپہ کی تباہی کا باعث اس پر خدا کی طرف سے نازل ہونے والے عذاب سے منسوب کرتے ہیں۔" الیگزینڈر برنز اس تباہی کی وجہ بھی آگے بیان کرتے ہیں، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ہڑپہ کا حکمران کچھ غیر اخلاقی سرگرمیوں میں مگن تھا اور مقامی لوگوں کے مطابق یہی ہڑپہ کی تباہی کی وجہ بنی۔

چارلس میسن اور الیگزینڈر برنز دونوں نے ہی اپنی کتابوں میں ہڑپہ کے بارے میں لکھا۔ گو کہ ان دونوں حضرات کو اس شہر کی اصلیت معلوم نہ تھی مگر پھر بھی ان کے اپنی اپنی کتابوں میں لکھے گئے الفاظ ہڑپہ یا یوں کہہ لیجئے کہ انڈس سویلائزیشن کے بارے میں سب سے اولین حوالہ جات بن گئے۔

الیگزینڈر کننگھم کا ہڑپہ کو بچانا:
اسی دور میں جب چارلس میسن اور الیگزینڈر برنز نے یہ کتابیں لکھیں تو برطانوی فوج کے ایک میجر جنرل الیگزینڈر کننگھم، جو بنگال انجینئرنگ گروپ میں انجینئر کے فرائض سرانجام دے رہے تھے، انہوں نے برصغیر کی تاریخ میں دلچسپی لینا شروع کی اور 1853 سے 1856 تک ہڑپہ کے لگاتار دورے کرتے رہے۔ ان کی اسی دلچسپی کو دیکھتے ہوئے برطانوی سرکار نے 1961 میں آرکیالوجیکل سرویز کی پوسٹ ان کو دے دی۔ اس پوسٹ کو ان کے حوالے کرنے کی ایک خاص وجہ بھی تھی اور وہ یہ تھی کہ 1856 میں برطانوی سرکار نے کراچی سے لاہور تک کے ریلوے ٹریک پر کام شروع کیا اور ملتان سے لاہور تک کے ریلوے ٹریک بچھانے کے لیے پنجاب ریلوے کا ادارہ تشکیل دیا۔ ان ٹریکس پر چلنے والی ٹرینوں کو مسافروں کو ملتان سے لاہور اور پھر لاہور سے امرتسر لے کر جانا تھا۔ اب جب ان ٹریکس کو بچھانے کے لیے اینٹوں کی

ضرورت پڑی تو ہڑپہ کے کھنڈرات کو اینٹوں کی کان کے طور سے دیکھا جانے لگا۔ لوگوں نے یہاں سے اتنی اینٹیں چرائیں کہ ان اینٹوں سے ملتان سے لاہور کے درمیان سو میل تک کی ریلوے لائن بچھانے میں مدد لی گئی۔ آرکیالوجیکل سروے آف انڈیا کی 1872-73 کی رپورٹ میں صفحہ نمبر 107 پر لکھا ہے ''شاید! ہڑپہ کے تباہ شدہ اینٹوں کے ٹیلوں کی وسعت کا بہترین اندازہ اس حقیقت سے لگایا جاسکتا ہے کہ یہ اینٹیں لاہور اور ملتان کے درمیان تقریباً سو میل تک کی ریلوے لائن بچھانے کے لیے اینٹوں کی گٹیوں کی فراہمی کے لیے کافی ہیں۔''

شیخ نوید اسلم اپنی کتاب پاکستان کے آثار قدیمہ میں لکھتے ہیں کہ انہی اینٹوں سے ساہیوال اور خانیوال تک ریل کی پٹری اور چھوٹے بڑے اسٹیشن تعمیر کیے گئے۔ جنرل Cunningham کی مداخلت پر ہی یہاں سے اینٹوں کی کھدائی رکوائی گئی لیکن اس وقت تک تقریباً آدھے کھنڈرات تباہ ہوچکے تھے۔

حیران کن طور سے ان اینٹوں کی چوری صرف ہڑپہ کے کھنڈرات سے نہیں ہو رہی تھی بلکہ ان تاریخی اینٹوں کی چوری انڈس سویلائزیشن کے دوسرے شہروں سے بھی جاری تھی۔ جیسے موہنجوداڑو سے اینٹیں نکال کر سندھ ریلوے کو پروان چڑھایا جارہا تھا اور کالی بنگن سے اینٹیں نکال کر بکنار ریلوے لائن بچھائی جارہی تھی۔ اینٹوں کی اتنی بڑی مقدار میں چوری اس بات کی گواہی دیتی ہے کہ ہڑپہ میں کھنڈرات کی صرف بنیادیں ہی موجود نہیں تھیں بلکہ یہاں وسیع پیمانے پر تباہ شدہ عمارتیں موجود تھیں جنہیں کم عقل لوگوں نے انتہائی کم منافع کی خاطر تباہ کردیا۔ جنرل Cunningham کی ہڑپہ کو بچانے کی انہی کاوشوں کی وجہ سے انہیں آرکیالوجیکل سرویز کی پوسٹ دی گئی اور پھر بعد میں انہی حضرت نے آرکیالوجیکل سروے آف انڈیا جیسے ادارے کی بنیاد رکھی۔ کچھ وقت گزرا اور پھر جنرل Cunningham نے ہڑپہ کی کھدائی شروع کروائی۔ چونکہ یہ کھدائی محدود پیمانے پر کی گئی، لہٰذا تحقیق کا دائرہ بھی محدود ہی رہا اور جو تحقیق ہوئی اس میں سے بھی بہت سی باتیں بعد میں غلط ثابت ہوئیں۔ جیسے کہ جنرل Cunningham ہڑپہ آرکیالوجیکل سروے آف انڈیا کی 1872-73 کی رپورٹ میں لکھتے ہیں: ''لوگ ہڑپہ کی بربادی کو ہرپال، یا ہراپالا نامی راجہ کی بدکرداری سے تعبیر کرتے ہیں، جو (ہڑپہ میں) ہر دلہن پر خودمختاری کے حقوق کا دعویٰ کرنے کا عادی تھا۔ یہاں تک کہ اپنے اسی شاہی استحقاق کے زور پر یہ اپنے قریبی رشتے داروں کے ساتھ بھی بدفعلی کا ارتکاب کر بیٹھا۔ کوئی کہتا ہے کہ وہ اس کی اپنی بہن تھی، دوسرے کہتے ہیں کہ وہ اس کی بیوی کی بہن تھی یا پھر اس کی بیوی کی بہن کی بیٹی تھی۔ اس لڑکی نے انتقام کے لیے دعا کی اور پھر ہڑپہ شہر فوری طور پر تباہ ہوگیا۔ کچھ اور لوگ کہتے ہیں کہ یہ آگ سے تباہ ہوا تھا اور کچھ اس کی تباہی کی وجہ زلزلہ بتاتے ہیں۔ دوسروں کا کہنا ہے کہ ایک حملہ آور اچانک نمودار ہوا، اور شہر کو تباہ کردیا اور راجہ مارا گیا۔ غیر واضح طور سے اس کی تباہی کا دور 1,200 یا 1,300 سال پہلے کا دور بتایا جاتا ہے۔ اگر یہ زمانہ درست ہے تو ہڑپہ شہر کو محمد بن قاسم نے 713 عیسوی میں 1,260 سال پہلے تباہ کیا ہوگا۔ میں لوگوں کے اس عقیدے پر کچھ یقین کرنے کی طرف مائل ہوں۔'' چونکہ جنرل Cunningham کی یہ رائے ہڑپہ پر کسی بھی وسیع پیمانے پر کی گئی ریسرچ کے بغیر تھی اور مقامی لوگوں کی کہانیوں سے متاثر تھی، لہٰذا غلط تھی۔ بہرحال! الیگزینڈر Cunningham نے ابتدائی کھدائی کے نتیجے میں برآمد ہونے والی کچھ چیزیں، جن میں چند مہریں اور برتن شامل تھے، حاصل کیے اور ان کی لکھائی کو انڈس اسکرپٹ کا نام دیا۔

جان مارشل کی ہڑپہ اور موہنجوداڑو میں کھدائی:

وقت گزرتا رہا اور کچھ عرصے تک ہڑپہ میں کسی قسم کی کھوج کا کام نہیں ہوا۔ 18 مارچ 1904 میں ایک قانون پاس کیا گیا جس کا نام تھا اینشینٹ پریزرویشن ایکٹ۔ اس ایکٹ کے آنے سے دو سال پہلے ہی 26 سالہ جان مارشل کو آرکیالوجیکل سروے آف انڈیا کی سرپرستی سونپ دی گئی تھی اور اب قانون سازی کی وجہ سے جان مارشل کے ہاتھ اور مضبوط ہوگئے تھے۔ جان مارشل کے آنے سے پہلے تک انڈس سویلائزیشن کی دریافت شدہ تمام سائٹس کی قدر و قیمت کا کسی کو اندازہ تک نہ تھا۔ اسی وجہ سے سندھ کی اس قدیم تہذیب کی دریافت کو سر جان مارشل کے نام کے ساتھ ہی منتھی کیا جاتا ہے۔ اس کی وجہ سر جان مارشل کا مختلف وسائل کو کھوج لگانے کے لیے یکجا کرنا اور پھر اس کھوج کے نتیجے میں ایک سیر حاصل نتیجہ اخذ کرنا تھا، جو انہوں نے بخوبی کیا۔ انہوں نے رائے بہادر دیارام ساہنی کو اپنے نمائندے کے طور پر ہڑپہ اور آر ڈی بنرجی کو موہنجوداڑو بھیجا، تاکہ مزید کھدائی کی جاسکے۔ خود جان مارشل ٹیکسلا کی کھدائی میں مصروف رہے اور پھر کچھ عرصے بعد خود بھی ہڑپہ جا پہنچے۔ ہڑپہ کی کھدائی کے دوران سر جان مارشل کو آر ڈی بنرجی، جو موہنجوداڑو میں موجود تھے، کی طرف سے ایک پیغام موصول ہوا جس کے بعد وہ خود موہنجوداڑو چلے گئے۔ سر جان مارشل نے جب یہاں ملنے والے شروعاتی نوادرات کا معائنہ کیا تو بہت سی مماثلت ان نوادرات سے پائیں جو ہڑپہ میں ملی تھیں۔ 1925 سے 26 کے دوران جان مارشل نے ہیری ہارگریوز کو موہنجوداڑو معائنے کے لیے بھیجا۔ انہوں نے وہاں جاکر مزید کھدائی کی اور کچھ مہریں اور دریافت کرلیں۔ حیرت انگیز طور سے اِن مہروں میں سے کچھ مہریں بالکل ان مہروں سے مماثلت رکھتی تھیں جو میسوپوٹیمیا (قدیم عراق میں دریائے دجلہ و فرات کا درمیانی علاقہ) سے دریافت کی گئی تھیں۔ 1927 سے 1931 کے درمیان ارنسٹ جے مکوئے نے ہڑپہ اور موہنجوداڑو جاکر وہاں سے ملنے والے نوادرات کا معائنہ کیا۔ ارنسٹ جے مکوئے، جو میسوپوٹیمیا کے علاقے کش کی کھدائی کے دوران وہاں تحقیقی کاموں میں حصہ لے چکے تھے، ان کی رائے نے اس بات پر مہر لگادی کہ ہڑپہ اور موہنجوداڑو 1200 سے 1300 سال پرانے کسی دور سے تعلق نہیں رکھتے بلکہ یہ دونوں شہر کسی انجانی اور پرانی تہذیب کا حصہ ہیں، جن کا کسی زمانے میں میسوپوٹیمیا کے ساتھ کاروباری تعلق بھی تھا۔ دوسری طرف سر جان مارشل پر دونوں شہروں میں اتنی مماثلت ہونے کی وجہ سے یہ بات عیاں تھی کہ موہنجوداڑو اور ہڑپہ کسی ایک ہی تہذیب کا حصہ ہیں۔ دریائے سندھ کے کنارے بسنے والی اس تہذیب کا نام بھی سر جان مارشل نے ہی دیا جو تھا 'دا انڈس ویلی سویلائزیشن'۔ یہ تھی دریائے سندھ کی تہذیب کے منظر عام پر آنے کی مختصر سی کہانی۔ لیکن کیا ہم اس کہانی سے سبق سیکھیں گے؟ کیا ہم ماضی میں اپنی کی گئی غلطیوں کو نہ دہرانے کی قسم کھائیں گے؟ کیا اپنے ورثے کو محفوظ رکھنے کا بیڑا اٹھائیں گے؟ شاید ان سوالوں کا جواب نہ آپ کے پاس ہے اور نہ ہی مجھے اب تک ان کا جواب ملنے میں کامیابی ہوئی ہے۔ دعا ہے کہ ہم بس اتنے ہی قابل ہوجائیں کہ جو قیمتی چیزیں ہمیں ورثے میں ملی ہیں اسی کو صحیح سے سنبھال سکیں۔

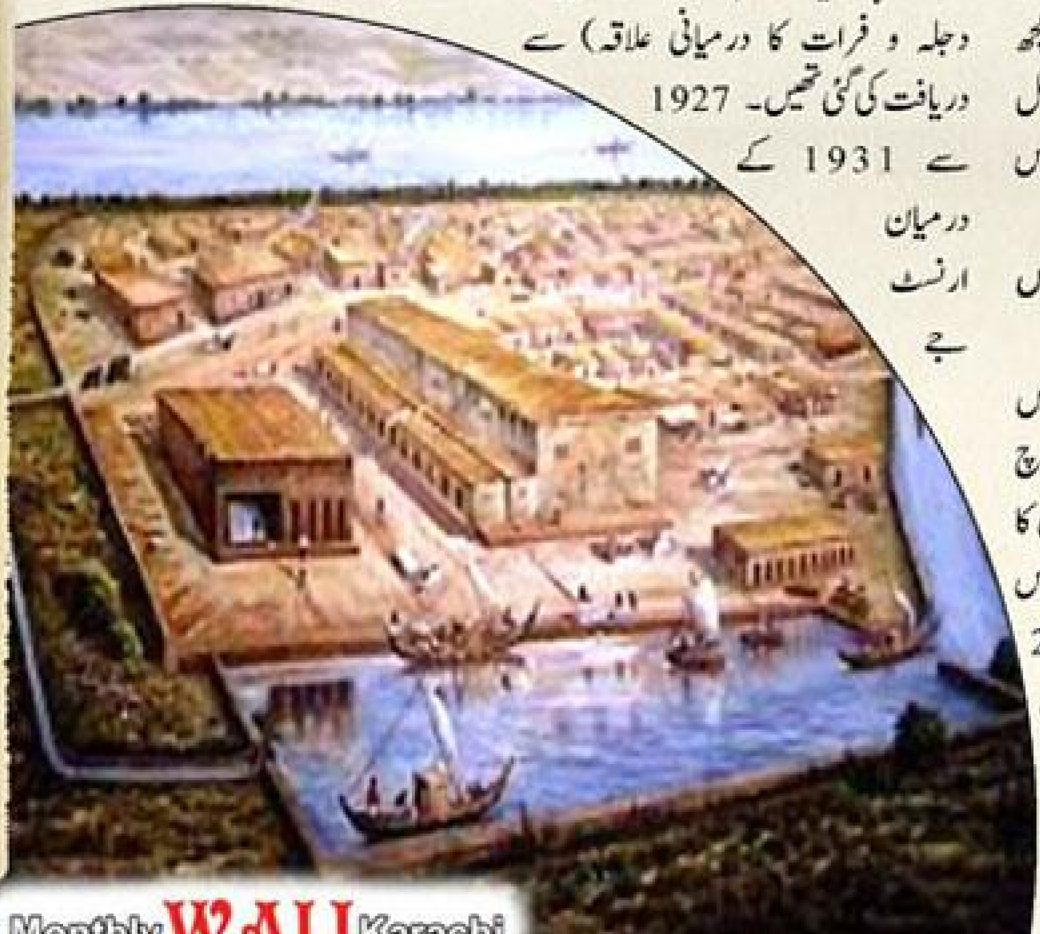

تعلیمی اداروں میں ہوس کے پجاری

ڈاکٹر میشال نذیر

پچھلے دنوں گومل یونیورسٹی کیمپس، ڈیرہ اسماعیل خان میں صلاح الدین نامی اسلامیات کا پروفیسر جو کہ سٹی کیمپس کا کوآرڈینیٹر، انگلش ڈپارٹمنٹ کا ڈائریکٹر، اور آرٹس ڈپارٹمنٹ کا ڈین بھی تھا (بیک وقت تین عہدوں پر براجمان) کے خلاف سنگین جنسی ہراسانی کا کیس سامنے آیا۔ جو کہ نجی ٹی وی چینل کے اینکر کی وجہ سے ممکن ہوا۔ یہ کام بھی میڈیا کر رہا ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا گورنمنٹ نام کی چیز اس ملک میں کہاں ہے؟

پروفیسر سے فی الفور یونیورسٹی انتظامیہ نے استعفیٰ لے لیا ہے۔ اب تک کی اطلاعات ہیں کہ ایف آئی اے نے اسے گرفتار کرلیا ہے اور تحقیقات جاری ہیں۔ یہ پروفیسر گزشتہ دہائی سے طالبات کو نہ صرف جنسی طور پر ہراساں کررہا تھا، بلکہ سو سے بھی زیادہ لڑکیوں کا ریپ بھی کرچکا ہے، جو کہ اس نے ایف آئی اے کے سامنے قبول کیا۔ اس کے شر سے خواتین اساتذہ بھی محفوظ نہیں تھیں۔ لڑکیوں کو امتحان میں کم نمبرز یا فیل کرنے کی دھمکی دے کر اکیلے میں ملنے کے لیے بلاتا، اور پھر ان کو اپنی ہوس کا نشانہ بناتا۔ لڑکیاں بدنامی کے ڈر سے خاموش ہوجاتیں، اور جو ہمت کرکے یونیورسٹی انتظامیہ سے اس کے خلاف شکایت کرتیں۔ وہ انکوائری کمیٹی بناتے اور پھر بغیر کسی نتیجے کے باعزت بری ہوجاتا۔ ایک کیس میں لڑکی نے جب اس ظلم کا ذکر اپنے شوہر سے کیا تو اس نے اپنی بیوی کو ہی جان سے مار ڈالا۔

تھوڑی دیر کے لیے سوچیے کہ ہماری بہنیں، بیٹیاں یونیورسٹی جیسی جگہ پر بھی محفوظ نہیں، ان جیسے سفاک بھیڑیے تاک میں ہیں۔ پڑھ لکھ کر اتنی بڑی پوسٹ کی آڑ میں اپنی شیطانی ہوس کو پورا کرنے والے ایسے لوگوں کی یقیناً کمی نہیں ہے۔ یہ اپنی نوعیت کا پہلا واقعہ نہیں۔ اس سے پہلے بھی کئی واقعات رپورٹ ہوئے، مگر کوئی نتیجہ سننے میں نہیں آیا۔ ایسے واقعات کو خود یونیورسٹی انتظامیہ دبا دیتی ہے۔ کیونکہ اس تالاب میں ایک گندی مچھلی نہیں ہے، بلکہ تالاب بھرا ہوا ہے۔ اس لیے یہ آپس میں ایک دوسرے کا ساتھ دے کر معاملے کو صلاح صفائی کے نام پر رفع دفع کر دیتے ہیں۔ کیا پاکستان کے تعلیمی اداروں کا کوئی قانون نہیں ہے؟ ایک آدمی تین بڑے عہدوں پر بیک وقت فائز، آخر کیوں؟ اتنی مہربانی کیوں تھی اس پر؟ کہاں ہے ایچ ای سی؟ ایچ ای سی کی ناک کے نیچے یہ سب ہو رہا ہے، اور غریب پڑھے لکھے نوجوانوں کو کہا جاتا ہے کہ نوکریاں نہیں ہیں۔

کہنے کو تو ہر یونیورسٹی میں جنسی ہراسانی کے لیے سینٹر موجود ہوتا ہے، جو اس طرح کی شکایات کی تحقیق کرتا ہے۔ مگر مسئلہ یہی ہے کہ یہ ادارہ آزادانہ طور پر کام نہیں کرتا۔ کیونکہ اس کی کمیٹی میں بھی یونیورسٹی کے ہی پروفیسر شامل ہوتے ہیں۔ اس لیے طالبات کی شکایات کے باوجود کوئی کارروائی نہیں ہوتی۔ جیسا کہ اس کیس میں ہوا۔ طالبات کی مسلسل شکایات کے باوجود اس کے خلاف کارروائی تک نہیں کی گئی۔ یوں وہ ایک لمبے عرصے تک یہ جرم بغیر کسی ڈر کے کرتا رہا۔ یہ ایچ ای سی کی ذمے داری ہے کہ وہ جنسی ہراسانی سینٹر کا قیام ہر یونیورسٹی میں یقینی بنائے، جس میں یونیورسٹی کا کوئی شخص شامل نہ ہو۔ اور یہ ادارہ اپنی تحقیق پروفیشنل طریقے سے راز میں رکھتے ہوئے صرف وائس چانسلر کو رپورٹ کرے۔ اور قانون کے مطابق جرم ثابت ہونے پر کارروائی ہونی چاہیے۔

دوسرا سب سے اہم مسئلہ ہمارے ہاں ایک بار جس کی نوکری سرکاری ہوگئی تو وہ اپنے آپ کو بادشاہ سمجھتا ہے کہ اب کوئی اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ ہماری گورنمنٹ یونیورسٹیز میں کوئی ایسا نظام ہی نہیں جو ان بھرتی کیے گئے اساتذہ کی کارکردگی کو چیک کرے۔ ایک بار استاد کی نوکری پکی ہوئی تو اب طالب علم جانیں یا خدا جانے۔ یونیورسٹی پوچھتی تک نہیں۔ میں نے بھی یہی بھگتا ہے ماسٹرز سے لے کر پی ایچ ڈی تک۔ ان قریب دس سال میں تین سے چار اساتذہ ہی ایسے ملے جو واقعی میں ہیرا تھے، جن کی وجہ سے مجھے خود آگے پڑھنے اور ٹیچر بننے کا شوق پیدا ہوا۔ پی ایچ ڈی کا ہرگز بھی یہ مطلب نہیں کہ آپ ایک بہت اچھے استاد بھی ہیں۔ آپ ایک اچھے ریسرچر اور سائنس دان تو ہوسکتے ہیں مگر بہت اچھا پڑھا بھی سکتے ہیں یہ قطعی ضروری نہیں۔ اس لیے ترقی یافتہ ممالک میں اس کے لیے باقاعدہ نظام موجود ہے۔ امریکا میں (کیونکہ وہاں کا نظام میں نے بہت قریب سے دیکھا)

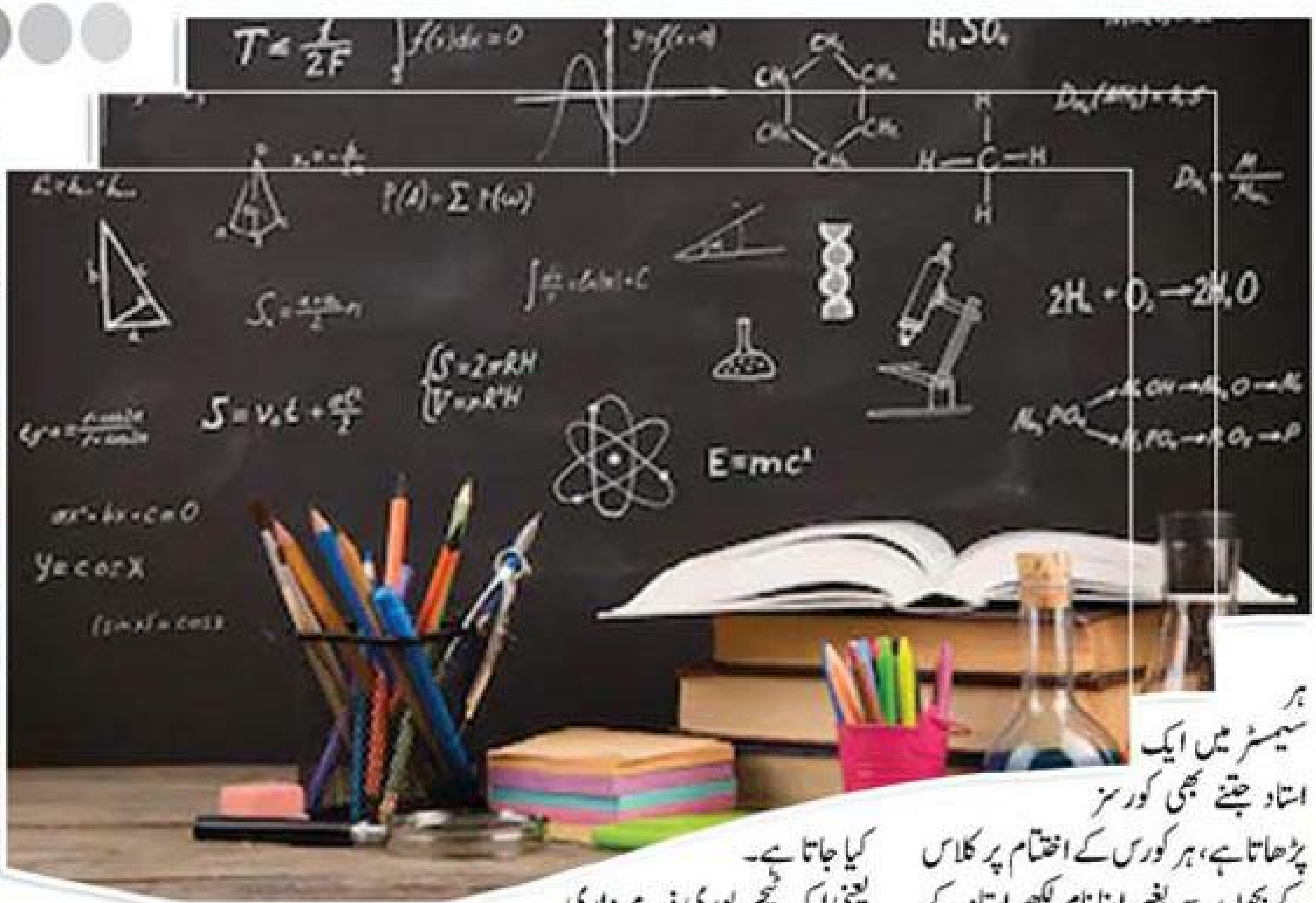

ہر سیمسٹر میں ایک استاد جتنے بھی کورسز پڑھاتا ہے، ہر کورس کے اختتام پر کلاس کے بچوں سے بغیر اپنا نام لکھے استاد کے حوالے سے کچھ سوال ایک فارم کی شکل میں کیے جاتے ہیں۔ اور ہر طالب علم بغیر کسی خوف کے ان سوالوں کے جواب دیتا ہے۔ اس سوالنامے پر اس ٹیچر کا مستقبل طے ہوتا ہے۔ اگر یہ خراب آتا ہے تو اس ٹیچر کو بلا خوف نکال دیا جاتا ہے۔ میں نے وہاں ٹیچرز کو اس مرحلے پر خوف میں دیکھا۔ اور یہ ایک بار نہیں ہر کورس میں کیا جاتا ہے۔

یعنی ایک ٹیچر پوری ذمے داری سے اپنا کام کرتا ہے۔ اسے پتہ ہے کچھ غلط ہوا تو نوکری گئی۔ لیکن ہمارے ہاں اساتذہ کو کسی کا کوئی ڈر نہیں ہوتا۔ اس لیے وہ اپنی من مانی کرتے ہیں۔

میرا تمام لڑکیوں کو بھی مشورہ ہے کہ کسی بھی حال میں کسی مرد ٹیچر کے آفس میں اکیلی نہ جائیں۔ اگر جانا ہی ہے تو گروپ میں جائیں۔ ایسی کون سی آفت ہے کہ اکیلے میں جاتی ہیں۔ کامیابی کا کوئی شارٹ کٹ نہیں ہوتا۔ پڑھائی کے لیے محنت ضروری ہے۔ اگر آپ محنت سے اسلامیات جیسا آسان مضمون پاس نہ کر سکیں، تو سوال آپ پر بھی ہے کہ پھر آپ یونیورسٹی میں کیا کرنے جاتی ہیں؟ اگر آپ کسی بھی مضمون میں فیل ہو بھی جائیں تو اس کے لیے آپ پیپر کو دوبارہ چیک کرنے کے لیے درخواست دے سکتی ہیں۔ کسی بھی ٹیچر کے آفس میں اکیلے جانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اگر کلاس میں کسی لڑکی کے ساتھ ہراسانی کا کسی قسم کا واقعہ ہو جائے تو پوری کلاس کو اس معاملے میں اس لڑکی کا ساتھ دینا چاہیے، کیونکہ یہ کل آپ کے ساتھ بھی ہو سکتا ہے۔ ایک دوسرے کی آواز بنیں، تبھی ایسی کالی بھیڑوں کا ہمارے اداروں سے صفایا ہو سکے گا۔

آخر میں وزیراعظم عمران خان سے گزارش ہے کہ تعلیم جس کے نعرے پر ووٹ لیے، خدارا اس تعلیمی نظام میں اصلاحات کریں۔ ہمارا تعلیمی نظام بہت فرسودہ ہو چکا ہے، اس میں قانونی اصلاحات کی فوری اور اشد ضرورت ہے۔ پروفیسر زمافیا اس سسٹم کو ہائی جیک کیے ہوئے ہے، جو کہ طالب علموں کے مستقبل سے کھیل کر صرف پیسے بنانے میں لگی ہے۔ فواد چوہدری ادھر ادھر کی فضول ٹوئیٹس کے بجائے اپنی وزارت پر دھیان دیں، اور کچھ احسان کر دیں اس قوم پر، جس کی امید اب تک نہ ہونے کے ہی برابر ہے۔

بِٹ کوائن: پاکستانیوں کی کیا رائے ہے؟

رواں سال جنوری میں ایک ہزار کے قریب قارئین کے سروے میں حصہ لیتے ہوئے اس مقبول ڈیجیٹل کرنسی پر رائے دی جو کہ رواں ماہ 6 ہزار ڈالرز تک گرنے سے قبل کچھ ممالک میں 20 ہزار ڈالرز کے قریب تک گئی تھی۔

سروے میں شریک افراد کی اکثریت 25 سے 40 سال کے درمیان تھی (63.3 فیصد) جبکہ 23.8 فیصد 40 سال سے زائد عمر کے تھے۔ 15.39 فیصد کی عمر 25 سال سے کم تھی۔

سروے میں شریک 70.6 فیصد پاکستانی اس وقت ملک میں مقیم تھے جبکہ باقی (29.4 فیصد) بیرون ملک مقیم ہیں۔

جب ان سے پوچھا گیا کہ کیا بٹ کوائن ایک دم توڑتا رجحان ہے؟) یعنی وہ مانتے ہیں کہ بٹ کوائن سے دلچسپی اب ختم ہورہی ہے؟) تو اکثر کا رد عمل غیر واضح رہا، 37.1 فیصد یا 369 افراد نے اس بات سے نہ تو اتفاق کیا اور نہ ہی انکار۔

تاہم بیشتر افراد یا تو ان کے قریب نظر آئے جو اسے گزر جانے والا قصہ سمجھتے ہیں یا ان کے پاس جو اس ختم ہو جانے والا قصہ نہیں سمجھتے۔ 7.1 فیصد سے زائد افراد نے سختی سے اس بیان سے عدم اتفاق کیا جبکہ 10.7 فیصد نے اس سے اتفاق کیا۔

سروے کے 40.8 فیصد شرکاء گومگو کا شکار ہیں کہ بٹ کوائن حقیقت ہے یا اس کو دھوکا کہا جائے، 21.9 فیصد اس پر یقین ہی نہیں رکھتے کہ بٹ کوائن کوئی دھوکا ہے جبکہ 14.9 فیصد مانتے ہیں کہ یہ دھوکا ہی ہے۔

یہ کرپٹو کرنسی (جس کی قدر میں انتہائی مختصر مدت میں بہت زیادہ اتار چڑھاؤ دیکھنے میں آیا) کو طویل المعیاد سرمایہ کاری کے لیے نصف سے زائد شرکاء نے محفوظ آپشن نہیں سمجھا۔

صرف 8.8 فیصد افراد نے اسے طویل المعیاد سرمایہ کاری کے لیے محفوظ قرار دیا جبکہ 16.4 فیصد نے اسے محفوظ قرار نہ دیا، تاہم 33.3 شرکاء ایسے بھی تھے کہ اس کو محفوظ اور طویل مدتی سرمایہ کاری قرار بھی دیا جاسکتا ہے یا ایسا نہیں ہے۔

جب یہ سوال پوچھا گیا کہ کیا یہ کرپٹو کرنسی بینکنگ نظام میں انقلاب برپا کرسکے گی ؟ تو شرکاء اس حوالے سے تقسیم نظر آئے۔

36.7 کا ماننا تھا کہ یہ ٹرانزیکشن کا طریقہ کار بدلنے میں مدد دے گی جبکہ 11 فیصد (109 افراد) نے سختی سے اس خیال کو مسترد کیا۔

بٹ کوائن کی خرید و فروخت کے حوالے سے طریقہ کار اس وقت سرمایہ کاروں کو سرکاری یا حکومتی مداخلت کے بغیر خرید و فروخت کا موقع دیتا ہے، تاہم سروے میں شریک لگ بھگ 50 فیصد کے قریب افراد کا نقطہ نظر تھا کہ بٹ کوائن کو ریگولیٹ کیا جانا چاہیے۔

25.6 فیصد کے قریب افراد نے اس رائے سے اختلاف کیا۔

شرکاء کی بہت معمولی تعداد (13 فیصد) کا کہنا تھا کہ وہ بٹ کوائن یا کوئی بھی کرپٹو کرنسی خرید چکے ہیں، جبکہ 40.7 فیصد نے کہا کہ اب تک تو انہوں نے کرپٹو کرنسی نہیں خریدی، مگر خرید ناپسند کریں گے۔ 20.7 فیصد کے قریب افراد کا کہنا تھا کہ انہوں نے کرپٹو کرنسی میں سرمایہ کاری نہیں کی اور نہ ہی وہ ایسا کرنے کے خواہشمند ہیں۔

ایک چوتھائی شرکاء کا کہنا تھا کہ انہوں نے اس طرح کی کرنسی پر سرمایہ کاری نہیں کی اور نہ ہی اس حوالے سے تاحال کوئی فیصلہ کیا ہے۔

ایتھیریم (ETH) اور بٹ کوائن کیش (BCH) سرمایہ کاری کے لیے دوسرے نمبر پر رہے، اور دونوں میں 27.2 فیصد افراد سرمایہ کاری کر چکے ہیں، لائٹ کوائن (LTC) میں 11 فیصد افراد نے سرمایہ لگایا۔

34.9 فیصد نے دیگر کرپٹو کرنسیز میں سرمایہ کاری کی۔

جب ان شرکاء سے پوچھا گیا کہ وہ دیگر افراد کو بھی بٹ کوائن (یا کسی بھی کرپٹو کرنسی) میں سرمایہ کاری کی حوصلہ افزائی یا حوصلہ شکنی کریں گے تو وہ اکثریت حوصلہ افزائی کے حق میں نظر آئی۔

39 فیصد کی رائے تھے کہ وہ سرمایہ کاری کے حوالے سے دیگر کی حوصلہ افزائی کریں گے۔

22.5 فیصد کا کہنا تھا کہ وہ کرپٹو کرنسی میں سرمایہ کاری کے حوالے سے خاندان اور دوستوں کی حوصلہ شکنی کریں گے۔

38.4 فیصد سے زائد نے کچھ نہ کرنے کا کہا۔

احساس کی آلودگی، ایک اہم معاشرتی مسئلہ

آج کل ہر طرف ماحولیاتی آلودگی اور اس کے اثرات کا شور ہے کہ فضائی آلودگی، پانی کی آلودگی، زمینی آلودگی، شور کی آلودگی، اور یہ کیسے کنٹرول ہوسکتی ہے وغیرہ۔ لیکن آلودگی کی ایک قسم ایسی بھی ہے جس کا شور تو شاید سب سے زیادہ ہے لیکن ہم اس سے بالکل انجان بنے بیٹھے ہیں، حالانکہ اس کے مکمل ذمے دار ہم ہی ہیں، اور وہ ہے احساس کی آلودگی۔ اس آلودگی کا چرچا ہر روز پرنٹ، الیکٹرانک اور سوشل میڈیا پر ہوتا ہے، لیکن ہم چونکہ اپنا بینک بیلنس بھرنے میں اس حد تک مصروف ہوچکے ہیں کہ ہم ان چیزوں کو اتنی اہمیت نہیں دیتے جو کہ ہماری بنیاد ہیں۔ مادہ پرستی کے اس دور میں ہم ہر چیز کو پیسے سے تولتے ہیں، بے شک روپیہ پیسہ بہت کچھ ہے، لیکن سب کچھ نہیں۔ اس بہت کچھ کو حاصل کرنے کے چکر میں ہم سب کچھ بھلا بیٹھے ہیں۔ وہ سب کچھ کیا ہے، وہ ہمارے رشتے ہیں، کچھ خون کے، کچھ برادری کے، کچھ محلے داری کے، کچھ نسبت کے، کچھ اسلام کے، لیکن ہم ہر چیز سے نابلد ہیں۔ بیٹے نے والدہ پر ہاتھ اٹھا دیا، کبھی بیوی کی وجہ سے، کبھی کھانا لیٹ دینے پر۔ بھائی بھائی کے خون کا پیاسا ہے، کوئی جائیداد میں اپنی بہن کا حصہ دبائے بیٹھا ہے۔ یہ سب کیا ہے؟ اس سب سے ہم کیسے باہر نکلیں گے؟ آخر کب تک یہ سب ایسے ہی چلتا رہے گا؟

بڑا آسان سا سوال ہے اور اس کا جواب بھی ویسے تو بہت آسان ہے، لیکن ہم اس کا جواب تلاش کرنے کے حق میں نہی ں ہیں۔ ہم کہتے ہیں، جو جیسے ہے ویسا ہی چلتا رہے، بلکہ جو جیسے ہے وہ ویسے نہ چلے بلکہ ہماری مرضی سے چلے۔ ہم تو ایسے مذہب کے ماننے والے ہیں جس میں کسی کو اچھی راہ دکھانا بھی صدقہ ہے، راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹادینا بھی صدقہ ہے۔ وہاں رشتوں کے تقدس کو کتنی اہمیت دی گئی ہے، ہمیں اس کا اندازہ نہیں ہے۔

قرآن کہتا ہے 'والدین کو اف تک نہ کہو'۔ لیکن ہم اپنی انا میں اپنے حقوق کی جنگ لڑنے روز سڑکوں پر نکلتے ہیں، فرائض کی بات کون کرے۔ حضور ﷺ کی حدیث مبارکہ کا مفہوم ہے کہ جو اپنے لیے پسند کرو، اپنے بھائی کے لیے بھی وہی پسند کرو۔ لیکن ایسا کون کرے، سب کو اپنی تجوری پسند ہے۔ شوہر کی تعظیم کے لیے یہاں تک بات کی گئی کہ اگر اللہ کے بعد کسی کو سجدہ کا حکم ہوتا تو بیوی کو حکم دیا جاتا وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔ شوہر کو تلقین کی گئی کو وہ روپیہ پیسہ جو وہ اپنی بیوی پر لگائے گا وہ بھی صدقہ میں شمار ہوگا۔ آج کل شاید ہی کسی کی ایسی سوچ ہو۔ ہمسائیوں کی بات کریں تو اسلام نے اتنی تاکید کی (حدیث کے مفہوم کی روشنی میں) اگر کوئی سالن پکاؤ تو شوربہ زیادہ کرلو اور ہمسائے کے گھر بھی سالن بھیجو۔ آج کون ایسا کرتا ہے؟ کوئی بھی نہیں۔ تو پھر یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ ہم احساس کی آلودگی سے آلودہ معاشرے میں رہ رہے ہیں۔ یہ آلودگی ہماری اسی فرسودہ سوچ، لالچی طبیعت کا نتیجہ ہے۔ ہم اگر دین اسلام کی ان نصیحتوں پر عمل پیرا ہوجائیں جن میں ہمارے فرائض کی بات کی گئی ہے تو یقین مانیے ہم سب کے حقوق بالکل سیدھے ہوجائیں گے۔ اللہ پاک ہم سب کو اسلام پر کاربند رہنے کی ہمت اور توفیق دے، آمین۔

HAPPY NEW YEAR

2025

Ramzan Village

Hawks Bay Road, Karachi.

Along the Beach | **Calm Atmospher**

120 Sq-Yards

240 Sq-Yards

Fori Qabza ---- Fori Tameer

Ibrahim Khalil Enterprises Marketing

Hawks Bay Royal Street Agency.

Molana Ibrahim Khalil & Sardar Ameer Hussain

Contact # 0304-9593035

Office: UC-3, Ramzan Goth, Hawks Bay, Karachi.

زندگی میں کامیابی چاہتے ہیں تو یہ آسان کام آج ہی شروع کردیں

فیصل ظفر

زندگی میں کامیابی اکثر ایک اسرار لگتی ہے، کچھ افراد سب کچھ حاصل کرلیتے

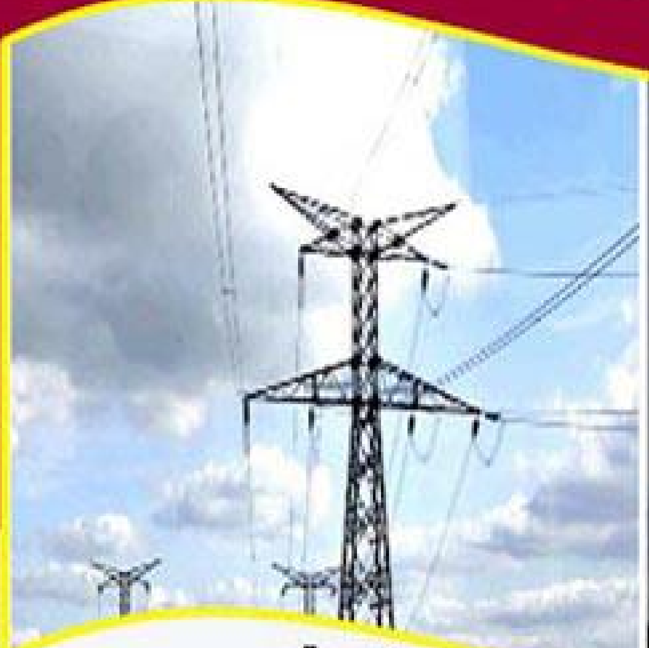

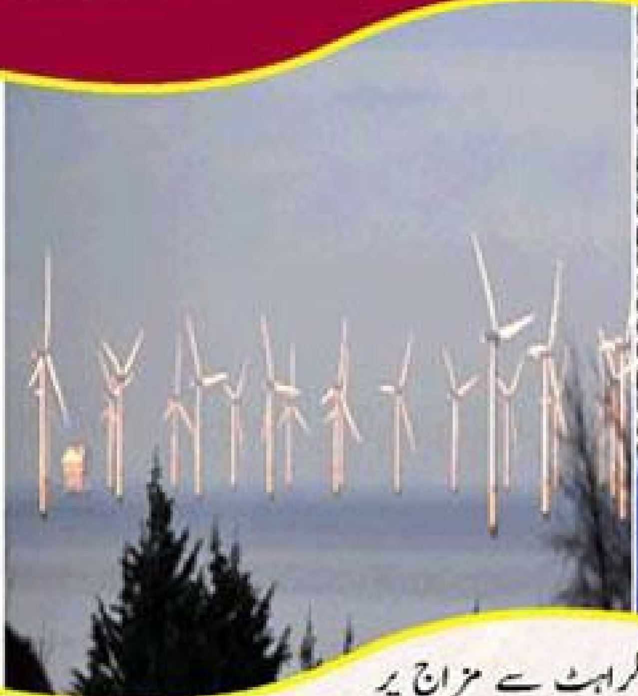

ہیں اور دیگر پیچھے رہ جاتے ہیں۔

یقینا قسمت اور جینز زندگی میں کردار ادا کرتے ہیں مگر آپ کے اپنے رویے بھی کامیابی کو زیادہ یقینی بناتے ہیں۔

تو اگر آپ زندگی میں کامیابی کے خواہشمند ہیں تو ان چند سادہ چیزوں یا عادات کو اپنالیں۔

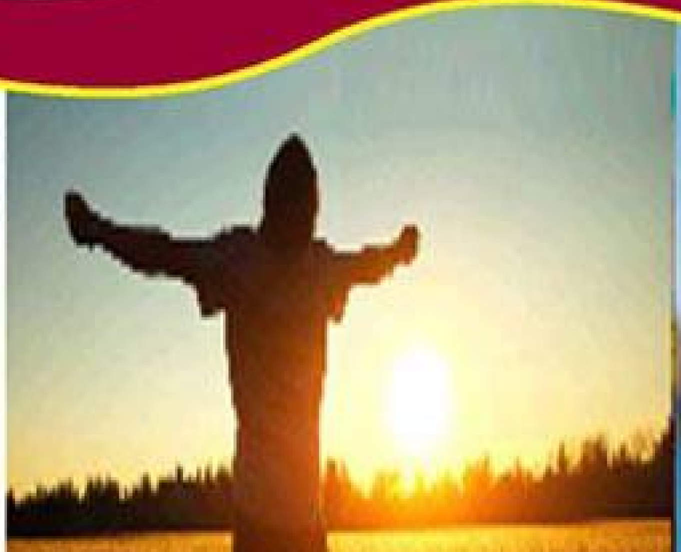

مسکراہٹ کا جادو

لوگ ملاقات کے بعد 3 سیکنڈ میں ہی آپ کے بارے میں رائے بنانے لگتے ہیں تو مسکراہٹ کے ساتھ درست آغاز کریں۔

دوسروں پر اچھا تاثر قائم کرنے کے ساتھ مسکراہٹ سے مزاج پر خوشگوار اثرات مرتب ہوں گے، تناؤ کم ہوگا، مدافعتی نظام مضبوط اور بلڈ پریشر کی سطح میں معمولی سی کمی ہوجائے گی۔

اپنے خواب کا پرجوش تعاقب

جو لوگ زندگی میں کامیابی حاصل کرتے ہیں ان میں اس بات کا ٹھوس احساس ہوتا ہے کہ وہ کیا کررہے ہیں۔

اپنے عزم کو دریافت کرنے کا ایک طریقہ تو یہ ہے کہ بچپن میں آپ کیا بننے کا سوچتے تھے، کیا چیز آپ کو پرجوش کردیتی ہے؟ اس سے آپ کو کسی حد تک اپنا راستہ مل سکے گا۔

روشن پہلو پر توجہ مرکوز کریں

مستقبل کے بارے میں مایوسی کے بجائے اچھی سوچ سے بڑھاپے کی علامات کی رفتار بھی ست ہوتی ہے اور بیماری کو شکست دینے میں مدد ملتی ہے۔

توجہ مرکوز کریں کہ زندگی میں کیا کچھ چل رہا ہے اور اسے بہتر بنانے کے لیے منصوبہ بندی کریں، آپ کو اچھی چیزوں کو سراہنا چاہیے اور منفی چیزوں کو پیچھے چھوڑ کر آگے بڑھ جانا چاہیے۔

جسمانی سرگرمیاں

جسمانی سرگرمیاں ذہن کو تیز کرتی ہیں، نیند اچھی ہوتی ہے اور ذہنی صحت بھی بہتر ہوتی ہے۔

ہفتے میں 5 دن، دن بھر میں 30 منٹ کی جسمانی سرگرمیوں کو ہدف بنائیں جس سے جسمانی وزن کو کنٹرول کرنے میں مدد ملے گی، جسم مضبوط ہوگا۔

کھانے کے آداب کا خیال رکھیں

کھانے کے آداب زندگی کے بارے میں آپ کے مثبت رویے کا اظہار ثابت ہوسکتے ہیں اور آپ کی شخصیت کا اچھا تاثر قائم ہوتا ہے۔

ہاتھوں کی صفائی

ناخنوں کو صاف رکھیں، ہاتھوں کو

کھانے سے قبل یا ٹوائلٹ جانے کے بعد 20 سیکنڈ تک دھوئیں، یہ نزلہ زکام اور فلو سے تحفظ فراہم کرنے والا مفت نسخہ بھی ہے۔

صابن یا پانی موجود نہیں تو الکحل ملے ہینڈ سینی ٹائزر سے بھی مدد لی جاسکتی ہے۔

خوشبو سے مدد لیں

صاف لباس، روزانہ نہانے کے ساتھ ساتھ پرفیوم شیمپو اور دیگر اپنی پسند کی خوشبوؤں کا استعمال کریں۔

سانس کو مہکانے کے لیے برش، خلال اور دیگر طریقوں سے مدد لیں اور ہاں پرفیوم کی کم مقدار کا ہی استعمال کریں۔

لباس

اچھا نظر آنا اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ آپ اپنے کام کے لیے تیار ہیں۔

کامیابی کے لیے لباس زیب تن کرنے کے لیے سیاہ، گرے یا نیوی بلیو جیسے کلاسیک رنگوں سے آغاز کریں۔

لباس سے ہم رنگ جراب پہنیں اور جوتوں کو پالش کریں، بال اور ناخن کی خراش تراش کا خیال رکھیں۔

دوسروں سے اچھا سلوک

اپنے ارگرد موجود افراد کے ساتھ اچھے اور نرم سلوک سے عندیہ ملتا ہے کہ آپ ان کو اہمیت دیتے ہیں۔

اپنے ارگرد موجود افراد کے بارے میں سوچ کر فیصلہ کریں کہ آپ ان کے لیے کیا کرسکتے ہیں۔

آپ کا رویہ ان کی توجہ کا مرکز ضرور بنے گا اور وہ آپ سے متاثر ہوں گے، دوسروں کے ساتھ سلوک سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ آپ اپنے بارے میں بھی اچھے خیالات رکھتے ہیں۔

وقت کی پابندی

وقت کی پابندی کا خیال رکھنا یہ ظاہر کرتا ہے کہ آپ اپنے اور دیگر افراد کے وقت کا احترام کرتے ہیں اور اپنی شخصیت پر آپ کو کنٹرول حاصل ہے۔

اہم مواقع اور ملاقاتوں کے لیے ایک رات قبل تیاری کریں اور یہ تخمینہ لگانے کی کوشش کریں کہ کسی ٹاسک پر کتنا وقت لگ سکتا ہے اور اس کے مطابق ممکنہ رکاوٹوں جیسے ٹریفک جام یا دیگر کو مدنظر رکھتے ہوئے منصوبہ بندی کریں۔

دوسروں کی مدد

دوسروں کی مدد کرنے والے افراد اکثر زندگی سے خوش ہوتے ہیں، خود اعتمادی سے لیس ہوتے ہیں اور زندگی کے مقصد کا فہم رکھتے ہیں۔

اپنے لیے وقت نکالیں

زندگی کی مصروفیات سے گاہے بگاہے وقفہ لیں، یہ وقت کا ضیاع نہیں بلکہ آپ کی توانائی کو نئی زندگی ملے گی، تناؤ اور فکریں کم ہوں گی جبکہ زندگی سے لطف اندوز ہونے اور کچھ نیا جاننے میں مدد ملے گی۔

بلند آواز سے ہنسنا

ہنسنا جسم کے لیے مفید ہوتا ہے بالخصوص دل کے لیے۔

تحقیقی رپورٹس میں ثابت ہوا ہے کہ ہنسنا خون کی شریانوں کے لیے مفید ہے، جس سے امراض قلب سے بچنے میں مدد مل سکتی ہے۔

زندگی میں حدود

کسی بھی چیز کی زیادتی نقصان دہ ہوتی ہے اور اس کا اطلاق ہر چیز میں ہوتا ہے۔ تمباکو نوشی کرتے ہیں تو کوشش کریں کہ اس کو محدود کریں اور اسی طرح اپنی بری عادات کے لیے حدود کا تعین کریں۔

کامیابی میں تاخیر پر مایوس نہ ہوں کامیابی سو میٹر کی دوڑ نہیں بلکہ ایک میراتھون ریس کی طرح ہوتی ہے۔\ اگر آپ اپنے عزم کا تعاقب جاری رکھے ہوئے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ آپ ٹھیک کام کررہے ہیں اور اس پر فخر ہونا چاہیے۔

MESSAGES FROM DIPLOMATS AND FROM RENOWNED BUSINESS PEOPLE

New Year Reflections:

As we step into the New Year, I want to take a moment to reflect on the resilience and entrepreneurial spirit of our Pakistani community. This past year has been a testament to our ability to adapt and thrive despite challenges. Our businesses, whether small or large, have shown remarkable innovation and dedication. I have strived as a Philatelist and presented my Research and Exhibits at various events throughout the year.

I am Greatful to many Consul General for Inviting me for Stamp Show on there National Day 2024 was Great.

Looking ahead, 2025 presents us with new opportunities. As we embrace the future, let us continue to support one another, fostering collaboration and growth within our community. It is essential that we invest in local talent, share resources, and uplift emerging entrepreneurs, ensuring a robust economic landscape.

Let's make 2025 a year of collective success and prosperity.

Wishing you all a happy and prosperous New Year! May it bring you joy, health, and abundant opportunities.

Warm regards,

M. Arif Balgamwala T.i

Message from His Excellency Mr. Herman Hardynata Bin Ahmad, Consul General of Malaysia

New Year Greetings from the Consul General of Malaysia in Karachi

As we bid farewell to the year gone by and welcome the dawn of a new one, I would like to extend my warmest and most heartfelt wishes to the people of Karachi, and to all our friends and partners in Pakistan, for a prosperous and joyous New Year. The year ahead brings with it renewed hope, opportunities, and a chance to continue fostering the strong ties of friendship and cooperation between Malaysia and Pakistan. We are proud of the deep-rooted relationship between our two nations, built on mutual respect, shared values, and a spirit of collaboration. In this new year, let us continue to work together to strengthen the bonds of goodwill, peace, and understanding. May 2025 bring health, happiness, and success to all, and may it be a year filled with new achievements, deeper connections, and shared prosperity. On behalf of the Malaysian Consulate in Karachi, I wish everyone a Happy New Year, filled with joy, peace, and success.

HERMAN HARDYNATA AHMAD

Consul General of Malaysia

Karachi, Pakistan

Message from Dr. Syed Mehboob Senior Research Editor "The News Lark "Karachi

The Sun of 2024 has set, and the sun of the new year is going to rise. In 2024, we have seen a lot of bloodshed, violence, and wars. The Ukraine war, which started in 2022, is entering 2025. The genocide of Palestinians has continued by Israel. Let us hope that the world will succeed in stopping this bloodshed and we might be able to see peace. During 2024 Alhamdulillah continued our efforts to promote Pakistan and friendly countries relations and the News Lark has brought out many special editions on the occasion of National Days of several countries including China, Indonesia, Malaysia, Oman, Qatar, the UAE, etc. In recognition of my meritorious services to promote Pakistan and China's friendship, I at the invitation of the Chinese government paid a very important and fruitful visit to China, for which I am highly thankful to His Excellency Mr. Yang Yundong. We pray to Almighty Allah that may new year bring the message of peace and happiness in general and for the Palestinians in particular. We also pray for the security, safety , integrity and progress of our beloved country PAKISTAN.

Message from Jawed Ahmed Malik CEO Jamlik Marketing Services and Chief Editor "The News Lark "Karachi

I am highly grateful and bow down my head to gratitude Him who bestowed His countless blessings on me and the News Lark to dedicate itself for the cause of our beloved country and by the grace of Almighty Allah the News Lark now has a unique identity and place in diplomatic and business circle and our services are admired and acclaimed by several diplomats . The year 2024 was another successful year for us and we have brought out not only special editions on the occasion of the National days of several countries but also hundred of articles published by us contained valuable and authentic information to pave the way for enhancing Pakistan and friendly countries. I pray Almighty Allah for safety and security of our beloved homeland and may it prosper and flourish day and night.

New Year 2025 Messages from Diplomats

Message from His Excellency Hassan Nourian Consul General of the Islamic Republic of Iran

It is a pleasure to send cordial greetings at the advent of the New Year to the entire diplomatic community, Government officials, and the noble people of Sindh Province.

On this occasion, I am truly hopeful to look Iran-Pakistan relationship more strengthen in 2025 as both countries share many commonalities.

We wish that the New Year would be filled with opportunities regarding the Iran-Pak friendly relations.

Once again I wish a happy and prosperous year to all.

Hassan Nourian

Consul General of the Islamic Republic of Iran & Dean of the Karachi Consular Corps.

Message from His Excellency Syed Abdul Jabbar Takhari Consul General of Afghanistan

On this occasion of the new year of 2025, I offer a special greeting to the people of Pakistan. I pray Almighty Allah this new year may bring happiness, peace, and unity for the whole Muslim Ummah and may relations between Afghanistan and its brother Islamic country Afghanistan further strengthen. May Allah Almighty protect Pakistan and Afghanistan. Ameen YaRubulAalameen

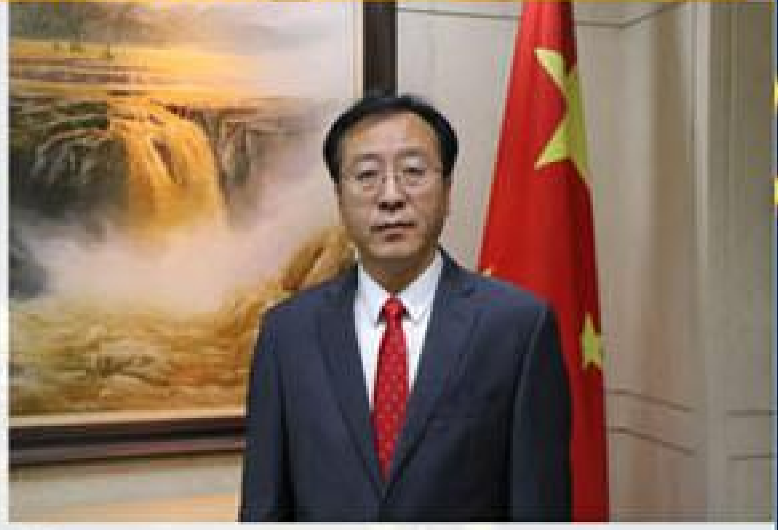

New Year Messages for the News Lark from Consul General of China in Karachi, Mr. Yang Yundong

As we are saying goodbye to the year of 2024, and greeting the new year of 2025, on behalf of the Consulate General of People's Republic of China in Karachi, I would like to wish all of you a happy new year, may the new year bring our dear Pakistani friends happiness, peace, and prosperity.

2024 was another year of accomplishments for China and Pakistan:

It was a year when Prime Minister Shehbaz and Prime Minister Li Qiang successfully visited respective countries. High level delegations from both public and private sectors have strengthened our relations and people-to -people exchanges.

It was a year when the China-Pakistan Economic Corridor (CPEC) entered a new phase of high quality development. On the foundation of first 10-years success on energy and infrastructure sectors, the CPEC will further expand into areas such as agriculture, industry, education, and the IT industry, which will inject new momentum into Pakistan's social-economic development.

It was a year when great projects like the New Gwadar International Airport were inaugurated, which will play a key role to unleash the potential of the port city and transform it into a connectivity hub of the region.

Looking into 2025, I believe, Under the strategic guidance of the leadership of the two brotherly countries, China and Pakistan will continue to work hand in hand to advance the close cooperation, deepen our friendship, and to build a closer China-Pakistan Community of Shared Future.

Happy new year and 新年快乐！

Karachi : A group photo takes at an event at Pakistan Eye Bank Society. They hosted a delegation from PEBS USA, including Mr. Altaf Godil, Mr. Farid Jeffery, and Mr. Rahil Jhandga. The delegation was given a comprehensive tour of the facilities, followed by a discussion on future development projects, chaired by Qazi Sajid Ali, President of PEBS.

Karachi: Syed Murad Ali Shah, Chief Minister of Sindh presenting Momento to Mr. Hassan Nourian, Consul General of the Islamic Republic of Iran Karachi at Award Ceremony at a local hotel

Karachi: Syed Zulfiqar Ali Shah, Sindh Minister of Culture and Tourism, inaugating group painting exhibition (Natural Hues Floral Blossom) by Shahina Naz, with collaboration of PNC, along with Sarvech Shaikh, deputy director PNCA, and MD, Legends Hotels and Resorts others are present

KARACHI: Jawed Ahmed Malik Chief Editor News Lark daily and Waij Magazine with the Christian Leader Pastor Ateeq Qaisar Bhatti, Manzar Naqvi Secretary General Zaireen Khidmat Committee Dargah Masooma-e- Sindh and Ahmad Malik Senior Reporter Daily Business Recorder and Naeem Ahmed on the occasion of 4th International Masooma-e-Sindh Bibi Maham Khadija Conference, to promote interfaith harmony held on Sunday. others lookin in picture were fans of the Pastor Ateeq.

Karachi: To celebrate the occasion of Quaid-e-Azam Muhammad Ali Jinnah's birthday and to pay tribute to the founder of the nation, Mayor Karachi, Barrister Murtaza Wahab, Abdul Basit M I Mundia and Team VOK inaugurated Jinnah's monument.

آرٹس کونسل آف پاکستان کراچی کے انتخابات سال برائے 2025-2026، کمشنر کراچی سید حسن نقوی نتائج کا اعلان کر رہے ہیں
اس موقع پر ڈی سی ساؤتھ الطاف ساریو، صدر آرٹس کونسل محمد احمد شاہ، نائب صدر منور سعید اور ایگزیکٹو ڈائریکٹر دانیال عمر ہمراہ ہیں

ہمدرد فاؤنڈیشن کی صدر محترمہ سعدیہ راشد، معروف مصنفہ اور آرٹسٹ رومانہ حسین بحریہ ٹاؤن ٹاور کراچی میں ہمدرد فاؤنڈیشن پاکستان کے زیر اہتمام حکیم محمد سعید میموریل اسکالرشپ پروگرام میں میٹرک اور انٹرمیڈیٹ کے طلباء کو بالترتیب پچاس ہزار اور پچھتر ہزار کے مالی اسکالرشپ کے چیک پیش کر رہی ہیں۔ اس موقع پر ہمدرد فاؤنڈیشن پاکستان کے ڈائریکٹر سید محمد ارسلان بھی موجود ہیں۔

Daily
ABC Certified/Member APNS
The NEWS LARK
An Independent Voice.
ABC Registration No.3149 APNS
ويچ
Monthly WAIJ Karachi
The name The News Lark refers to messenger bird "LARK" that has a destination beyond the azure sky. It wakes up early in the morning and with its melodious voice further passes on the message of awareness.
The News Lark is chiefly designed for such readers who want to kill their curiosity regarding every news affair National/ International that can give the readers a better know how of what is happening around the world.
JAMLIK
Marketing Services
See what is Beyond
We make it real.
The first and only bilingual/comprehensive family and health magazine of Pakistan published in Urdu and Sindhi languages, Monthly Waij is now completing its 27th year of publication.
Disseminating helpful and beneficial health tips and latest information for entire family besides latest fashion trends and continental cuisines. The colorful and exotic magazine is committed to the healthy journalism.
Russia: An important p
Global power game
ADVERTISING
MARKETING
ADVERTISEMENT
PRODUCT
COMMERCE
PUBLIC
TELEVISION
RADIO
NEWS LARK
Office: Suit# UF-12, Clifton Shopping Galleria, Behind PSO House, Clifton, Karachi. Ph: 021-35653366,
Email: jamlik11@yahoo.com , Web: www.thenewslark.com, E-mail: monthlywaij@gmail.com, facebook/monthlywaijmagazine.com

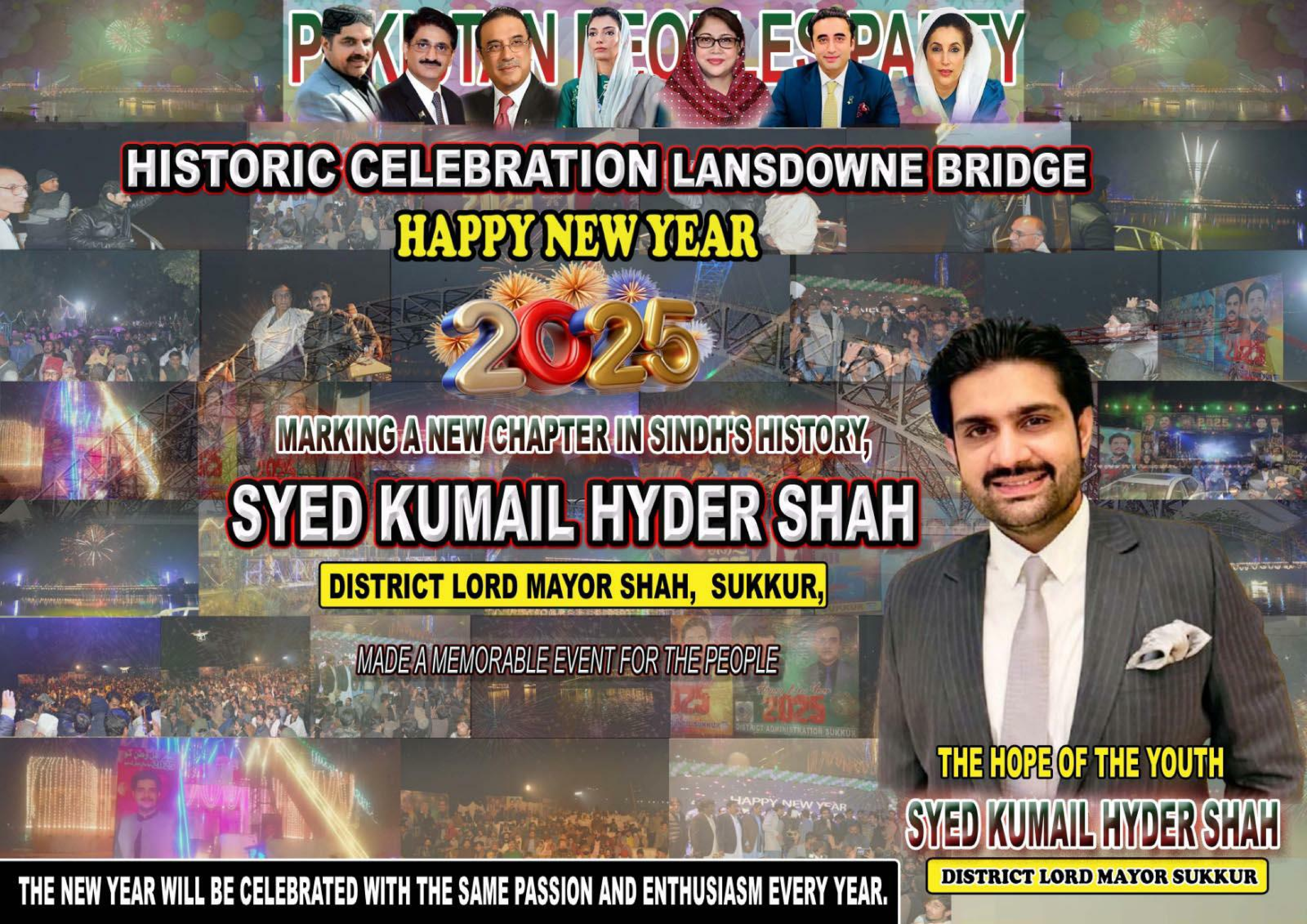
HISTORIC CELEBRATION LANSDOWNE BRIDGE
HAPPY NEW YEAR
2025
MARKING A NEW CHAPTER IN SINDH'S HISTORY,
SYED KUMAIL HYDER SHAH
DISTRICT LORD MAYOR SHAH, SUKKUR,
MADE A MEMORABLE EVENT FOR THE PEOPLE
THE HOPE OF THE YOUTH
SYED KUMAIL HYDER SHAH
DISTRICT LORD MAYOR SUKKUR
THE NEW YEAR WILL BE CELEBRATED WITH THE SAME PASSION AND ENTHUSIASM EVERY YEAR.

ويڄ Monthly WAIJ Karachi

يوم شهادت

27 ڊسمبر

شهيد راڻي محترمه بينظير ڀٽو

"واويلا وڪار ماڻهو تنهنجي موت تي رُنا زارون زار"

شيخ اياز

جهانسيءَ جهڙي بهادر راڻي...!

27 ڊسمبر 2007 جي شام تي ٽي وي چينلن جي ذريعي هڪ افسوسناڪ خبر پهتي ته راولپنڊي ۾ هڪ جلسي کي خطاب ڪرڻ بعد واپسي تي ملڪ جي پهرين عورت وزيراعظم قائد عوام شهيد ذوالفقار علي ڀٽو جي نياڻي هڪ بهترين عوامي سياستدان محترمه بينظير ڀٽو تي قاتلاڻو حملو ٿيو آهي جنهن ۾ هو شديد زخمي ٿي پيئي آهي ۽ وري ڪجهه ئي ٽائيم بعد ان کان به وڌيڪ ڏک واري خبر هڪ وڄ جيان سڄي پاڪستان جي عوام مٿان ڪري ته بينظير ڀٽو زخمن جا سور نه سهندي شهيد ٿي وئي ۽ ان دردناڪ خبر بعد سڄو ملڪ جڻ ته سڪتي ۾ اچي ويو ۽ ان ڏينهن جنرل اليڪشن جي ورڪ هلي رهي هئي جيڪا ختم ڪئي وئي ۽ ٿيندڙ اليڪشن به ملتوي ٿي وئي ۽ سڄي ملڪ خاص طور سنڌ اندر عوام شديد غصي ۽ ڪاوڙ جو اظهار ڪندي احتجاجي مظاهرا ڪيا جڏهن ته انهن مظاهرن جي آڙ ۾ ڪجهه شرپسندن سرڪاري ۽ عوامي ملڪيتن کي باهيون ڏيڻ ۽ لٽڻ شروع ڪيو جيڪو عمل به هڪ غلط عمل هيو. شهيد راڻي محترمه بينظير ڀٽو جيڪا دنيا جي هڪ سياڻي سيبتي هوشيار سياسي اڳواڻ هئي جنهن پنهنجي والد شهيد ذوالفقار علي ڀٽو جي شهادت بعد وڏين تڪليفن مشڪلاتن کي منهن ڏئي جلاوطنيون سهي 1988 ۾ جنرل اليڪشن ۾ وڏي اڪثريت سان کٽي ملڪ جي پهرين عورت وزيراعظم بڻي شهيد ذوالفقار علي ڀٽي جي وڏي نياڻي محترمه بينظير ڀٽو جي ولادت 21 جون 1953 ع تي ڪراچي ۾ ٿي سندس نالو ته بينظير رکيو ويو هو پر ننڍپڻ ۾ کيس گهر ۾ "پنڪي" سڏيندا هئا. پاڪستان جي ٻه ڀيرا چونڊيل وزيراعظم محترمه بينظير ڀٽو جو والد شهيد ذوالفقار علي ڀٽو پاڪستان جو صدر ۽ وزيراعظم رهي چڪو هو. جنهن جو تعلق لاڙڪاڻي جي مردم خيز زمين سان هو جڏهن ته سندس ماءُ بيگم نصرت ڀٽو جو تعلق ايران جي اصفهان شهر سان. محترمه بينظير ڀٽو سندن وڏي ڌيءَ هئي. هي ٻاڻ ۾ چار ڀاءُ ڀيڻون هئا. جن مان هاڻي صرف هڪ ڀيڻ صنم ڀٽو حيات آهي. محترمه بينظير ڀٽو هڪ قداور ۽ تمام حسين عورت هئي. جنهن جي شادي 1987 ع ۾ سنڌ جي هڪ سياسي خاندان ۾ ٿي. سندس ور آصف علي زرداري نوابشاه جي سياستدان ۽ ڪاروباري شخصيت حاڪم علي زرداري جو فرزند آهي جيڪو ناناڻي طرف کان سنڌ ۾ علم جي شمع روشن ڪندڙ شخصيت حسن علي آفندي سان واسطو رکي ٿو. آصف علي زرداري پاڪستان جو صدر ۽ بڻيو. کيس ٽي ٻار. هڪ پٽ بلاول ۽ ٻه نياڻيون بختاور ۽ آصفه آهن. بينظير ڀٽو کي ابتدائي تعليم لاءِ ڪراچي جي مسز جيننگ جي نرسري اسڪول ۾ داخل ڪيو ويو. جنهن کان پوءِ هن 1958 ع ۾ ڪراچي جي مشهور اسڪول ڪانوينٽ آف جيزز اينڊ ميري ۾ داخلا ورتي. ننڍپڻ ۾ هوءَ هڪ سلجهيل ۽ سياڻي ٿيڻگر هئڻ سان گڏ تمام ذهين ۽ هوشيار شاگرديائي هئي. ستن سالن جي عمر ۾ جڏهن سندس والد جنرل ايوب خان جي مرڪزي ڪابينا ۾ وزير ٿيو ته سندن ڪٽنب راولپنڊي ۾ رهائش اختيار ڪئي. جتي پهرين کيس "پريزنٽيشن ڪانوينٽ" ۾ داخل ڪيو ويو. پر پوءِ جلد ئي سندس ڀيڻ صنم ڀٽو سان گڏ ڪوهه مري جي بورڊنگ هائوس ۾ موڪليو ويو. هن دور ۾ هن کي ڪتابن پڙهڻ جو شوق ٿيو. ڪتابن ۾ هن کي تاريخ، آتم ڪهاڻيون ۽ اگاٿا ڪرسٽي جون جاسوسي ڪهاڻيون پسند هيون. بينظير کي ٽيبل ٽينس کيڏڻ جو به شوق هو ۽ هوءَ اسڪول جي راندين ۽ ٻين غيرنصابي سرگرمين ۾ حصو وٺندي هئي. ان ڪري سندس استاد کيس گهڻو چاهيندا هئا.

ننڍي عمر کان ئي مختلف پرڏيهي ملڪ گهمڻ ۽ گهر ۾ ٿيندڙ سياسي گفتگو جي ڪري هن ۾ سياسي شعور موجود هو. جڏهن سندس والد وزير خارجه بڻيو. تڏهن سندس مقبوليت ۾ گهڻو اضافو ٿيو. ان وقت جي ڪابينا ۾ عمر ۾ ننڍي ۾ ننڍو وزير هئڻ جي باوجود گهڻن تي ڀاري هو. 1965 ع ۾ هندستان پاڪستان جي جنگ لڳي. جنهن کان پوءِ ڀٽي صاحب جا ايوب خان سان اختلاف ٿي پيا. ان ڪري هو سندس حڪومت کان ڌار ٿي ويو هو. اهو دور هو جنهن ۾ بينظير کي تمام ويجهي کان ملڪ جي حالتن جو مشاهدو ڪرڻ جو موقعو مليو. 1966 ع ۾ جنرل ايوب خان جي حڪومت کان ڌار ٿيڻ کان پوءِ ڀٽو صاحب وڏو مقبول سياسي ليڊر بڻجي اڀريو ۽ هي خاندان ڪراچي واپس موٽي آيو ۽ بينظير وري ڪانوينٽ آف جيزز اينڊ ميري اسڪول ۾ داخلا ورتي. جتان هن صرف 15 سالن جي عمر ۾ او ليول جو امتحان ڏنو.

ويڄ Monthly WAIJ Karachi

يوم شهادت

(1953 - 2007)

وري شل هڪوار، اهڙي ڌيءَ جڻي هيءَ ڌرتي

جا هيڻن لءِ هٿيار، جا ٿرها هئي تار
وري شل هڪوار، اهڙي ڌيءَ جڻي هيءَ ڌرتي
جا هيڻن لءِ هٿيارُ
جا ڏاڍن لءِ ڌمڪارَ، جا ويريءَ مٿي وارُ
وري شل هڪوار
جا سورن سامائي، جا مڙني ۾ مهندارُ
وري شل هڪوار
همت هزاري، سڀ تي ڀاري، سردارين سردارُ
وري شل هڪوار
يوسف ياد ڪري، رُنو زارون زار
وري شل هڪوار.....!

يوسف شاهين

culture day
سنڌي ثقافتي ڏهاڙو
A Nation's Culture Resides in the Hearts
and in the Soul of its people.
Daily
The NEWS LARK
ABC Certified/Member APNS
An Independent Voice
VIVO Concepts | Ad Gallery VIVO | VIVO Events & PR
AD Gallery VIVO
Monthly WAIJ Karachi
Jamlik Marketing Services....
Office: Clifton Shopping Galleria, UF-12
Behind PSO House, Clifton, Karachi.
Tel: 92 21 35653366, Fax: 92 21 35653366
E-mail: jamlik11@yahoo.com, monthlywaij@gmail.com
Web: www.thenewslark.com

ثقافتي ڏهاڙو! وقت جي تقاضا ۽ ڪجهه تجويزون

هر سال جيان هيل به چار ڊسمبر تي ثقافتي ڏهاڙو ملهائڻ جو اعلان ٿيندي ئي سڄي سنڌ ۾ ثقافتي سرگرميون شروع ٿي چڪيون آهن. اسڪول، پريس ڪلب، درگاهن ۽ اوطاقن تي ميلا متل نظر اچڻ لڳا آهن. سنڌ جي تاريخ ۾ ثقافتي ڏهاڙو ان لاءِ به خاص اهميت جو حامل آهي، جو ان ڏينهن منتشر ۽ ڀيڙهيل پوري سنڌي قوم پاڻ ۾ بنا ڪنهن تفريق جي پنهنجي ثقافتي ۽ روايتي ويس ۾ گڏ ٿئي ٿي.

يقينن سنڌي قوم جو ايئن پاڻ ۾ گڏجڻ انهن بدخواه قوتن ۽ قومن کي سٺو نه لڳندو هوندو، جن جا ارادا خطرناڪ ۽ سنڌدن نيتون بد آهن. جيڪي سنڌين جا نه صرف وسيلا، وطن ۽ شهر ڦٻائڻ چاهين ٿا، پر سنڌي ماڻهن جي پنهنجي ئي شهرن ۾ مزدوري ۽ روزگار ڪرڻ لاءِ اچڻ تي پڻ ارها آهن ۽ کين تعصبي نظرن سان ڏسندا آهن. سنڌي قوم کي وڙهائي ۽ ورهائي رکڻ جون حرفت بازيون وڏي هٿ جي صفائي، حڪمت عملي ۽ دانشمندي سان ڪيون وڃن ٿيون، جو انهن چالاڪين جو شڪار ٿيندڙ ڪنهن به سنڌي کي ان ڳالهه جو ذرو به احساس ناهي ٿيندو ته هو ڪنهن معاملي ۾ پنهنجي قوم جي خلاف استعمال ٿي رهيو آهي. مثال طور جڏهن ڪو شخص نه ته خود ڪنهن سياسي سرگرمين ۾ شامل ٿئي ٿو ۽ نه ئي پنهنجي ڪنهن مٽ مائٽ ۽ واسطيدار جي سياست ۾ شرڪت کي قبول ڪري ٿو. هو مختلف هٿ ٺوڪيون ۽ ٻڌل سڌل ڳالهين قصن ۽ ڪهاڻين ۾ ڪجهه وڌاءُ ڪري نوجوانن کي خوفزده ڪندو آهي ۽ کين سياست کان پري رهڻ جي تلقين ڪندو رهندو آهي. پر اهو ئي ساڳيو شخص برادري اتحاد يا ڪنهن مذهبي ۽ پيرائي تنظيم جو عهديدار خوشي سان بڻجڻ چاهيندو آهي ۽ اهو خود لاءِ اعزاز سمجهي ان تي فخر پڻ ڪندو رهندو آهي. حالانڪ سنڌس ان قسم جي سرگرمين سان قوم کي ڪو معمولي به فائدو ناهي ٿيندو وينران جو ابترو وڏو نقصان ٿئي ٿو. جنهن جو ڪيس ڪو گمان ۽ اندازو به ناهي هوندو

سياست ۾ حصو وٺڻ سان ئي قومن ۾ شعور پيدا ٿيندو آهي ۽ اها ئي سڀ منزلون طئه ڪري ترقي ۽ تعليم يافته قوم بڻجندي آهي. باشعور قومن جو ڪا به طاقت نه ته حق غضب ڪري سگهندي آهي، نڪي وري کين پنهنجو غلام بڻائي ساڻن غير انساني ورتاءُ ڪندي آهي اهو ئي سبب آهي جو عام سنڌي ماڻهوءَ جو سياست ۾ اچڻ غاصب قوتن ۽ قومن کي پسند ناهي ۽ ان جي

اهي سنگين انساني حقن جي پيڪڙي واري ذمري ۾ اچن ٿا. جيڪي سنڌين کي سياسي اپوجهه رکي پنهنجي زميني خدائي برقرار رکڻ چاهيندا آهن. قاسم چانديو جي قتل کان ويندي مشتاق خاصخيلي جي ٽارگيٽ ڪلنگ تائين، باڪوڙي موري جي شهيدن کان ويندي مقصود قريشي ۽ سلمان وڏو جي شهادت تائين اهي سڀ ان ئي سلسلي ۾ ڪوشش جون ڪڙيون آهن ۽ انهن ڪڙين مان هڪ ڪڙي تازو ڪراچي جي مچر ڪالوني ۾ قتل ٿيندڙ سنڌي انجنيئرن جي موت سان به ملي ٿي. پر هاڻ اهو ممڪن ٿي ناهي رهيو جو سنڌ جو چالاڪ ۽ ثقافت جو ويري دشمن، پوءِ اهو ڀل سنڌي ۽ ڪنهن اعلي عهدي تي فائز ٿي چو نه هجي ۽ پنهنجي هر منفي مقصد ۽ سدائين سازش ۾ ڪامياب ٿئي. توڙي جو هو قوم جي ماڻهن کي گمراهه ڪري ڪين قوم خلاف ئي استعمال ڪرڻ جو هنر خوب ڄاڻيندو آهي. جيئن ڪجھ ماڻهون ڪلچر ڏي ملهائڻ جي مخالفت ڪندي عورتن جي پٽڪو ٻڌڻ يا ٽوپي پائڻ تي اعتراض ڪن ٿا. اهڙا سوال اهي ماڻهون ڪندا آهن جن کي سنڌي قوم جو تاريخي پسمنظر معلوم ناهي پر حقيقت کي هارائڻ ايڏو سولو ناهي. ڪٿي ايئن ڇنجي نه حقيقت کي ڪير به هارائي نٿو سگهي ڪالهه جيڪي سنڌين کي طنزيه شهيد مهاراجا ڏاهر جو نسل چوندا هئا. اهي رنجيت سنگهه کي پنهنجو قومي هيرو مڃي ورتو آهي. لاهور ۾ ان جو مجسمو نصب ڪري ۽ نصاب ۾ سندس زندگي بابت ڄاڻ تي مشتمل سبق شامل ڪيو ويو آهي، سنڌي ٻولي کي قومي ٻولي جو درجو ڏيڻ واري اسان جي مطالبي تي ٽوڪ واري انداز ۾ اسان کي غدار چوندڙ اڄ اتي پنجابي ٻولي کي بچائڻ لاءِ تنظيمون قائم ڪري چڪا آهن ۽ پنجاب ۾ پنجابي ٻولي کي قومي ٻولي جو درجو ڏيارڻ لاءِ جهدوجهد جي شروعات ٿي چڪي آهي. نه صرف ايترو پر اسان جي ثقافت تي چٽرون ڪرڻ وارا به اڄ پنهنجي ثقافت جو شاندار ۽ شاهوڪار ثقافت ۽ تهذيب ناهي تنهن باوجود به اسان کي ڪو اعتراض ناهي. چو ته اسين ڪالهه به ڪين الڳ قوم تسليم ڪندا هئاسين ۽ اڄ به ڪريون ٿا. پر انهن خود کي الڳ قوم سمجهڻ شروع ڪيو آهي ته اها حقيقت. اسان جي جهدوجهد ۽ شعور جي فتح آهي، جنهن جي هو تابع اچي چڪا آهن

سنڌ ۾ ثقافتي ڏينهن ملهائڻ جو شروعات تڏهن ٿي هئي، جڏهن ملڪ جو صدر آصف علي زرداري سنڌي ٽوپي پائي افغانستان جي دوري تي ويو هو ۽ ان کي هڪ اردو ٽي وي چينل جي اينڪرپرسن جاهلن جي ثقافت سڏيو هو. جنهن خلاف سموري سنڌ مان سخت ردعمل آيو. جنهن تي هن سنڌي قوم کان معافي به گهري هئي سنڌي ماڻهن ۽ ثقافت تي چٽر جو اهو ڪو پهريون واقعو نه هو. ان کان اڳي ۽ اڄان تائين اهو سلسلو جاري آهي. لياقت علي خان پرويز مشرف شاهد آفريدي ۽ ٻين جا بيان رڪارڊ تي موجود آهن. بلڪ اهو تعصب ويتر وڌيو آهي. سنڌين خلاف تعصبي عناصر وڏيڪ سرگرم ڏسڻ ۾ اچن ٿا. ۽ هو سنڌين جي ڪراچي ۾ وڌندڙ آبادي کي روڪڻ جي هرممڪن ڪوشش ڪري رهيا آهن انهن جي ڪوشش کي ناڪام رکو سال ۾ هڪ ڀيرو گڏجڻ سان ڪڏهن به نٿو ڪري سگهجي ان لاءِ اسان کي هڪ پوري سگهه، تياري، حڪمت عملي ۽ مستقل مزاجي سان ساٿن ڏگهي ويڙهه وڙهڻي پوندي ۽ سياسي جهدوجهد ڪرڻي پوندي، جنهن لاءِ اسان مان جن به ماڻهن کي مالي سگهه حاصل آهي، اهي ڪراچي ۾ گهٽ ۾ گهٽ پنهنجي لاءِ هڪ گهر ضرور خريد ڪن پوءِ ڀل ان جي ڪين ڪا ضرورت ٿي نه هجي ۽ بنا ڪنهن خوف ڪائڻ جي سياسي سرگرمين ۾ حصو وٺڻ گهرجي ۽ ان مقصد لاءِ مناسب ۽ وس آهر خرچ ڪرڻ گهرجي، پنهنجا ووٽ ڪراچي ۾ داخل ڪرائي پنهنجي رجسٽرڊ اڪثريت واضح ڪرڻ ۾ ئي عقلمندي، بقا ۽ اها وقت جي تقاضا پڻ آهي

پيٽرول جي قيمتن ۾ واڌ وفاق چا ٿو چاهي...؟؟

وفاقي سرڪار پيٽرول وارين شين جي اگهن ۾ هڪ ڀيرو ٻيهر واڌ ڪري ڇڏي آهي. وفاقي سرڪار پيٽرول جي قيمتن اندر 9 رپيا ڏهه پيئسن مان وڌائي ڪري 9 رپيا 74 پيئسن جو اضافو ڪري عوام کي ويتر ڏک ۾ تبديل ڪري ڇڏيو آهي. پاڪستان جي وزيراعظم جي مشير پيٽرول جي قيمتن ۾ واڌ ڪرڻ جو سبب حڪومتي مجبوري ڄاڻايو آهي ۽ هڪ ناقابل يقين بيان ڏنو آهي ته عالمي منڊي اندر تيل مهانگو ٿي ويو آهي انڪري پاڪستان اندر تيل جي قيمتن اندر واڌ ڪئي وئي آهي. نهايت ئي افسوس سان چوڻو ٿو پوي ته گذريل سال جي آخري مهيني اندر عالمي منڊي اندر تيل جي حوالي سان بيان سامهون آيا

آهن ته عالمي منڊي اندر تيل پاڻي کان به وڌيڪ سستو ٿي ويو آهي. پر پاڪستاني عوام مٿان حڪومت مسلسل پيٽرول جي قيمتن اندر واڌ ڪري عوام جو جيئڻ جنجال ڪري

ڇڏيو آهي. حڪومت کي اها خبر ناهي ته پيٽرول جي قيمتن جي واڌ ڪري ملڪ اندر عام واهپي جون سموريون شيون مهانگيون ٿينديون آهن جنهن سان سئو رپيا ڏهاڙي ڪمائڻ واري مزدور جي گهر جي چلهو به ٻرڻ بند ٿي ويندو آهي پاڪستاني حڪومت هي

18 دفعو مسلسل پيٽرول جي قيمتن اندر واڌ ڪئي آهي جنهن سان هن وقت جيڪا واڌ ڪئي وئي آهي اها سڀني کان گهٽي آهي انڪري مان سمجهان ٿو ته حڪومت نه رڳو پيٽرول جي قيمتن اندر واڌ ڪئي آهي ته ان سان

گڏوگڏ مهانگائي جو بم پڻ ڪرايو آهي جنهن سان ننڍين گاڏين مالڪن جن ۾ سوزڪي، موٽر سائيڪل، چنگچي، وين وارن جي به انهي جو بار برداشت ڪرڻو ٿي پوندو پر انهي سان ان عوام جو جيئڻ

جنجال ٿي ويندو جن وٽ ڪنهن به قسم جي سواري ناهي. پاڪستان اندر جنهن قسم جو نظام هلي ٿو تنهن ۾ عام واهپي جي شئين جي اگهن تي ڪنهن جو به ڪنٽرول ناهي. سرڪار جڏهن به پيٽرول جا اگهه وڌايا آهن ته ان جو فوري اثر ڀاڙن ۾ واڌ جي صورت ۾ ئي سامهون ايندو رهيو آهي. سرڪار جيڪڏهن في ليٽر ڇهه رپيا 75 واڌ ڪندي آهي ته خانگي ٽرانسپورٽر وري في ماڻهوءَ تي 5 کان 10 رپيا ۽ ڪن حالتن ۾ سئو به سئو رپيا ڪرايو وڌائي ڇڏيندا آهن ۽ ڪائڻ پڇڻ وارو ڪير به ناهي هوندو. نه رڳو ايترو پر پيٽروليم جي اگهن ۾ واڌ جو جواز

موجوده سياست ملڪ کي ڪيڏانهن وٺي پئي وڃي؟

سياست دان ملڪ جا اڳواڻ ٿين ٿا.ملڪ ۽ قوم جي تنزلي۽ترقي انهن جي هٿ وس هوندي آهي.انهن جي حڪمت عملي ,روش,ذاتي رهڻي ڪهڻي جو عوام جي رهڻ سهڻ تي اثر انداز ٿين ٿا.جيڪا روش ملڪ۾ ڀاڳ ۽ اڀاڳ جي ضامن هوندي آهي.ملڪ ماڻهن تي مشتمل هوندو آهي۽ ماڻهو گڏجي قومون جوڙيندا آهن.پنهنجي ملڪ ٺهي پنجهتر سال ٿي ويا آهـــــــن.

جيڪڏهن سياستدانن جي روش ۽سلوڪ ملڪ سان صحيح هجي ها ته سنڌي۽ چواڻي "ملڪ جا ڪکڙ به سونا هجن ها" پر هتي حالتون اهو ٻڌائين ٿيون ته هتي ان مثال جي بلڪل ابتڙ عمل ڪيو ويو آهي,چوته هتي عوام جو سڀ ڪجھ پتل جو ۽ سياستڪارن جا ڪکڙ ته ڇاپر ٽپڙ به سونا ٿي چڪا آهن.ملڪن مان عوامي معاشي سگهه جوانداز ان جي ٽن طبقن مان لڳايو ويندو آهي.پهريون هيٺيون طبقوغريبن وارو, ٻيو وچولو طبقو ۽ ٽيون اعلي يا ترقي يافته طبقو هجي ٿو.ٽنهي طبقن جوملڪ جي ترقي۽ ۾ برت۽ست شامل هوندو آهي.

اسان جي ملڪ۾ وچيون طبقو ته گهٽي ڀاڳي رهيو ئي ناهي, جيڪو ٿوروگهڻو هيو اهو به غريبن۾ شامل ٿي ويو آهي,آزادي۽ وقت گهٽي آبادي هيٺين طبقي تي مشتمل هئي,آبادي۽ جوتمام گهٽ طبقو ترقي يافته لڏي سان واڳيل هيو.غربت هوندي اسان جو ملڪ شروع ۾ ئي آمريڪا۽ آ,ايم ايف جي حوالي ٿي ويو هيو ۽ اڃا تائين انهن جي مضبوط چنبن ۾ قائل آهي, اسان بحيثيت ملڪ ۽ قوم

جي اڄ تائين پنهنجي سياسي۽ معاشي رستي يا طرف جو تعين نه ڪري سگهيا آهيون, جتان هليا هئاسي اتي ئي يا ان کان به ٻه قدم پوئتي بيٺا آهيون, دنيا جي ترقي۽ سان ڀيٽ ڪرڻ سان اهوئي معلوم ٿيندو ته غريب طبقي جو حقيقي وارث ڪو جڻ آهي ئي نه, وڏو ستم ته اسان جي ملڪ

سان اهو ٿيو ته قـائــد اعظم جي وفـات کـان پوءِ ملڪ مڪمل طور تي ڪامورا شاهي۽ جي هٿ وس ٿي ويو, حڪومتي ڍانچو ته بيشڪ ڪامورا شاهي جـوڙي رکـنـدي آهي,پر انهن جا نـظـرداري ۽ سپرداري۽ لاءِ سياستدان ۽انهن جا چونڊيل نمائندا هوندا آهن,پر انگريزجي سکيا ڏنل ڪاموراشاهي, ان وقت جو دماغ يعني آقا ۽ غلام وارو تصور ڪٿي اڳتي جو سفر شروع ڪيو,ڪامورا شاهي آزادي۽ وقت اهو خيال پڪو ڪيو اسان آهيون ئي حڪمراني ڪرڻ لاءِ عوام محڪومي۽ غلامي۽ لاءِ آهي,ان ڪري ڪامورا شاهي انگريز جي جاءِ والاري, يعني قوم پوري انگريز جيم غلامي۽ مان نڪري ملڪ جي ڪاري انگريز جي آقائي۾ اچي ويئي,ڪامورا

شاهي۽ ڪي حڪمراني ڪرڻ لاءِ زورجي طاقت وٺڻي هئي,پر ڪامورا شاهي۽ ڪي اها ڳالهه عوامي جوابدهي واري پسند نه آئي,ان ڪري هن بندوق وارن سان ڀائيواري پسند آئي,جنهن ڪري آئي ڏينهن اسيمبليون ٽوڙڻ ۽ڪامورن کي وزير اعظم ۽وزير بڻائڻ لاءِ عدالتن سان به ساز باز ڪيو ويو,غير نمائنده حڪومتن جي نظر ملڪ۽عوامجي مشڪلاتن بجاءِ حڪمراني برقرار رکڻ تي

رهي,اهڙي ريت ڪامورا شاهي,عدالتن۽بندوق وارن جـي شـراڪـت داري کڏهن کـليـل کڏهن

لڪل طور جاري رهي.

,هتي جي ملڪي سياست عملي ڪم بجاءِ نعري جي ٽوٽي۽ تي بيٺل رهي آهي,حاڪمن کي غير ملڪي دؤرن ,شڪار ۽ ڏوڪڙن جي ميڙ چونڊ ڏي ڇڪيل رهي ٿو,اهڙين حالتن ۾ عوام ته سندن اوليت ۾ رهيو ئي ناهي, عوام کي هر حاڪم وعدن سان پٺي وندرايو آهي,عوام هر حاڪم جي "متان"تي اعتبار ڪيو آهي,سياستدان چونڊن جي چند هفتن کانسواءِ عوام کان ايترو ڏور رهن ٿا جو عوام جي پهچ انهن تائين ممڪن نٿي

رهي,سياستدانن جا اصل واهيرا ڪراچي۽ اسلام آباد ۾ پنهنجا اثاثا وڌائڻ ۾ لڳا پيا آهن,حاڪم پنهنجو علاج ٻاهرين ملڪن۾ ڪرائين۽ پنهنجي اولاد کي ٻاهرين ملڪن۾ پڙهائن ته پوءِ هو تعليم ۽صحت جا ادارا ملڪ ۾ڇو سڌاريندا, عوام ته چاهي ٿو ته اسان جا سياستدان به انهن اسپتالن ۾ علاج ڪرائين جتي غريبن کي بخارجي ٽڪي به نٿي ملي, انهن جا ٻار به انهن تعليمي ادارن

۾ پڙهن جتي بنا استاد ,بنا ڇت,بنا ڊيسڪ جي غريبن جا ٻار پٽ تي پڙهن ٿا ته من ڪين عوامي مشڪلاتن جو احساس ٿئي,پر اهو سڀ ڪجهه ٿيندي نظر نٿو اچي, سياستدان ته هاڻي اخلاقيات, رواداري ۽ احترام جون حدون اورانگهي ويا آهن,اڄ اهو اڳواڻ قيادت جي در تي وڌيڪ قدر وارو آهي,جيڪو مخالفن خلاف گهڻي بد زباني ڪري ٿو.اها بد زباني قيادت کان ٿيندي وڃي ڪارڪنن تائين پهتي آهي, جيڪا روش عوام کي گهرو ويڙهه ڏانهن ڌڪي رهي آهي, هڪ محلي۽ پاڙي ۾ رهڻ وارا هڪٻئي جا دشمن بڻجي رهيا آهن,عوام اوڏر ۽ خيرات جو عادي بڻجندو پيو وڃي, مـعـصـومـن سـان زيادتيون,قرمار,زوري,حق تلفي,قبيلائي جهيڙا, ڪاروڪاري,ننڍن ننڍن جهيڙن تي ته حڪومت جي اک ئي نٿي پوي,اهي مسئلا مڪمل انتظامي

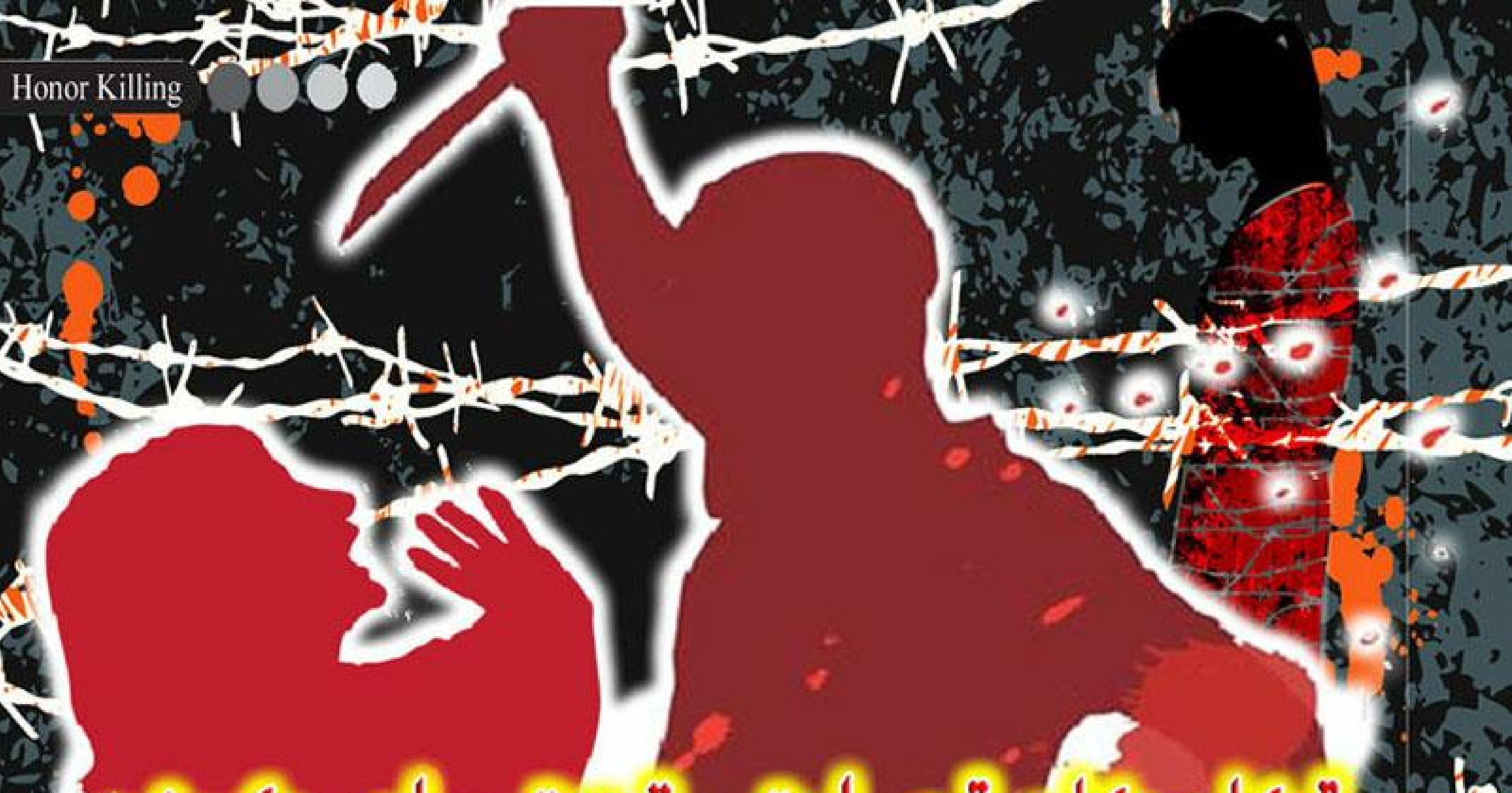

”ڪارو ڪاري“ جي اوٽ ۾ ٿيندڙ سماجي ڪرپشن

اسان وٽ سنڌ ۾ عام طور تي ”ڪاروڪاري“ واري الزام ڪي مرد ۽ عورت جي غير شرعي ۽ ناجائز جنسي لاڳاپن واري عمل سان لاڳو ڪيو ويندو آهي ۽ اهڙو الزام لڳائي ڪين قتل ڪيو ويندو آهي. جڏهن تہ ”ڪاروڪاري“ ڪي بلوچستان ۾ ”سياهہ ڪاري“، خيبرپختونخواهہ ۾ تور تورا ۽ پنجاب ۾ ”ڪالاڪالي“ چيو ويندو آهي.

پر هائي ڪاروڪاري جا واقعا رڳو عورت ۽ مرد جي غير شرعي لاڳاپن ڪري نہ تا ٿين پر ڪاروڪاري جي اوٽ يا الزام ۾ تمام وڏي سماجي ڪرپشن بہ ٿيڻ لڳي آهي.

جيڪڏهن ڪاروڪاري جي واقعن جي پسمنظر جي انفرادي طور تحقيق ڪجي ٿي تہ قصوئي هيو نروار ٿئي ٿو هائي زمينن ۽ ملڪيت جي قبضن لاءِ بہ انهن زمين ۽ ملڪيتن جي مالڪن کي قتل ڪرڻ لاءِ مٿن ڪنهن عورت سان ناجائز شرعي لاڳاپن جو الزام هڻي ڪين ”ڪارو“ ڪري قتل ڪيو وڃي ٿو ڪنهن ماڻهوءَ جو قرض نہ لاهي سگهڻ جي صورت ۾ يا قرض ڦبائڻ لاءِ مقروض، قرض ڏيڻ واري کي يا تہ ”ڪارو“ جو الزام هڻي ماري ڇڏي ٿو يا ڪتوان ڪان ڏنڊ ۾ پيسا گهري ٿو يا ڪيس سزا ڪان بچڻ لاءِ قرض معاف ڪرڻ جي آڇ ڪري ٿو ڪٿي ائين بہ ٿئي ٿو تہ ڪو من پسند سڱ ڪرڻو آهي يا ڪو سڱ ٽوڙڻو آهي پنهنجو ڪو دشمن مارڻو آهي، ڪيس ڪيئن بہ ڪري رستي تان هٽائڻو آهي تہ تڏهن بہ ڪاروڪاري جي الزام جو نسخو استعمال ڪري گهربل نتيجا ماڻيا وڃن ٿا. اڄ جي تازي خبر آهي تہ اوڏر تي سامان نہ ڏيڻ تي هڪ گراهڪ دڪاندار تي ڪارنهن جو الزام لڳائي ڪانٽس پلانڊ ڪيو آهي. ائين ڪاروڪاري جي قتل کي ڪرپشن ۽ پنهنجن مخصوص مفادن کي ماڻڻ لاءِ استعمال ڪيو وڃي ٿو آهوئي سبب آهي جو اسانجيون اخبارون روز ڪاروڪاري وارن واقعن سان ڀريل نظراچن ٿيون.

ڪاروڪاري جي الزام ۾ ٿيندڙ ان سماجي ڪرپشن واري موضوع تي اسانجي ناليواري ڊراما نگار محمد علي پٺاڻ ”اڇي رات ڪارو چنڊ“ جي نالي سان هڪ ٽي وي سيريزلکي ڀريون پيروان کي ٽي وي ڊرامن جو موضوع بڻايو آهي. قتل ڀلي غيرت يا بي غيرتي جي باهہ ۾ ڪيو وڃي پر خون بهرحال خون ٿئي آهي. جيستائين ڪنهن بہ سبب ڪري ڪيل قتل کي قتل نہ سمجهيو ويندو تيستائين ڪاروڪاري جي الزام ۾ ”ڪرپشن“ ۽ ”ڏوهن“ ڪي بہ هڪ رستو ملندو رهندو

انهيءَ مسئلي جو ٽوڙ اهو آهي تہ قتل کي قتل ئي سمجهيو وڃي، ان کي ”ڪاروڪاري“ جو نالو نہ ڏيڻ گهرجي.

پر نوٽ ڪرڻ جي ڳالهہ اها آهي تہ بيو نہ ڇڏيو پر خود اسانجا رپورٽر، اخبار ۽ ٽي وي چينل بہ ڪنهن قتل کي ”ڪاروڪاري“ جو نالو ڏئي ڪري ڇڻ قاتل جو پاسو کڻن ٿا ۽ ان جي ونگار وهي رستو ملندو رهندو

GFS
BUILDERS & DEVELOPERS
Secure Gated
Project
NTR
INDUSTRIAL ZONE
NTR INDUSTRIAL ZONE
HOSPITAL
INDUSTR
IAL PLOTS
125 SQ. YRD
250 SQ. YRD
500 SQ. YRD
1000 SQ. YRD
2000 SQ. YRD
4000 SQ. YRD
TOLL FREE 080043700
0308-0788899 | 0305-5388833
BUILDERSGFS
WWW.GFSBUILDERS.COM.PK

Article By: Ali Raza Mangi

جنس ۾ قاتل انسان....

ڪجھ ماڻھن جو خيال آهي ته مرد ۽ عورت کي سزا طور دنيا جي گولي تي لاٿو ويو. ڪيئن لاٿو ويو ڪٿي لاٿو ويو ۽ ڪهڙي حالت ۾ لاٿو ويو ان بابت صرف ڏند ڪٿائون ئي آهن. دنيا جي ڪجھ تحقيقي ادارن ماڻهوءَ جي تاريخ تي ڪم ضرور ڪيو آهي پر ان کي مڪمل نه ٿو چيو وڃي پيو ته ان عمل ۾ ڪروڙين ماڻهن جا عقيدا به وجود رکن ٿا. ڪي وري چارلس ڊارون جي اوليوشن ٿيوري کي تسليم ڪن ٿا جيڪا ٻڌائي ٿي ته ٻولڙن ۾ اوسر آئي ۽ ارتقا ٿيندي ٿيندي ٻولڙو مڪمل انسان بڻجي ويو پوءِ ان سفر ۾ سال لڳا يا صديون ڪا ڪا خبر ناهي. خير اهو اهو بحث آهي جنهن تي ڪي ئي ڏاها گهڻو ڪجھ لکي ۽ ڳالهائي چڪا آهن ان لاءِ اڄ مرد جي پاسيري مان پيدا ڪيل عورت واري ڪٿا يا ٻولڙن جي ارتقا کي پاسي تي رکي اڄ جي مرد ۽ عورت جي سماجي تعلق ۽ عورت ۽ سندس مبينا خالق مرد جي تاريخي پسمنظر کي ڇڏي ڪري هلندڙ ۽ جدت پرئي زمان جي هر وقت ڊجيٽل ميڊيا وسيلي سنسار تائين وسيع دائري ۾ رهندڙ انسانن تي ڏيان ڏرڻ جي ڪوشش ڪجي ٿي پهريان ته اهو بحث ئي نه ڪٽندڙ ۽ تباهي مچائيندڙ آهي ته مرد پهريئن درجي جو انسان آهي ۽ عورت ٻئين درجي جي انسان آهي. جيڪڏهن جنس جي ڳالهه ڪجي.... جنس جي واپار جي نه جيڪي ڪوڙ ماڻهو ڪري ججهو ناڻو ڪمائين ٿا ها ان ۾ ٿورو گهڻو هارين ۽ ڪڙمين کي ڦرڻو پوي ٿو خير سڀ واپاري ايئن نه هوندا في الحال جنس جا واپاري کي پاسي تي رکي پاڻ ڳالهه ڪيون ٿا مرد ۽ عورت جي جنس جي.... جيڪڏهن مٿي ماضي کي نه ڇيڙڻ واري ڳالهه جي پيڪڙي ڪندي ماضي تي نظر وجهجي ته ڪيترين ئي جنگيون عورت جي ڪري لڳيون آهن پوءِ ڪڏهن ڪنهن جي عورت ڦٻائڻ لاءِ ته ڪڏهن پنهنجي عورت بچائڻ لاءِ چاڪاڻ ته هر دور جي انسان سماجي سرشتي ۾ ڪوڙا اهڙا نظريا جوڙيا آهن جن تان سسي سر ڪان ڏار ڪرڻ يا ڪرائڻ معمولي سمجهيو وڃي ٿو ۽ اهي انسان پاران ناهيل نظريا ۽ طريقا ڪنهن حد تائين فطري ليکيا وڃن ٿا. پوري دنيا ۾ عورتون ۽ مرد يا وري ڪدڙا فقير جن کي ته سماج بنهه پاسي تي ڪري ڇڏيو آهي خير! ڪدڙن فقيرن کي وچ ۾ نه ٿا آڻيون ڇاڪاڻ ته هتي اڳ ئي مرد ۽ عورت وچ ۾ مها دنگل جاري آهي آهي سو فقيرن کي پاسي تي رکڻ بهتر آهي. ڳالهه هلي رهي آهي مرد ۽ عورت جي ويڙهاند جي ته سڄي دنيا ۾ پوءِ چونه اهي اسريل ملڪ هجن. انگريز هجن. عرب هجن يا ڪٿي پاڪستان سميت ايشيائي ملڪ هجن ڪٿي گهڻو ته ڪٿي ٿورو پر ماٺداڻ متل آهي.

ڪنهن اخباري رپورٽ موجب هر سال ٻين ملڪن جي پيٽ ۾ آمريڪا ۾ عورتن کي هيسائڻ جا ڪيس وڌيڪ رپورٽ ٿين ٿا. ايئن به ناهي تي دنيا ۾ رڳو عورت کي هيسايو وڃي ٿو پر پاڪستان سميت مختلف ملڪن ۾ مردن جي هراسمينٽ ٿئي ٿي پر اڪثر مردن جي سماج ۾ مرد کي هر وقت پنهنجو ٻل ۽ حاوي جنس يعني مردانگي نظر ايندي آهي جنهن کي وڃائڻ به ناهي چاهيندو سو ان مامري تي ڪڇي نه ٿو جيڪڏهن هيڪڙ ٻيڪڙ ڪيس رپورٽ ٿين ٿا ته اهي وري ٻين ڪيسن وانگر موجود نظام جي ٻي ڏياني جي ورچڙهي وڃن ٿا.

جيڪڏهن سرڪاري يا سياسي سماجي ڌرين جي ڳالهه ڪجي ته هر پاسي کان عورت جي حقن جي حق ۾ نعرا بلند ڪيا وڃن ٿا ۽ ڪنهن حد تائين عورت پنهنجا حق وٺڻ ۾ سوڀاري به ٿي آهي ۽ ڪجھ پائپ لائين ۾ آهن پر اڄ به سرڪاري يا خانگي ادارن ۾ ڪم ڪندڙ يا تعليمي ادارن ۾ پڙهندڙ شاگرديائين کي هيسائڻ جون شڪايتون آهن.

پيتائي جي سورمي جهڙي ليکڪا ۽ شاعره سيما عباسي

غزل

سدائين عقل تو جيالو وڪامي
روايت ڪان اڳرو سلالو وڪامي

نئي دور جي ، هڻ مزاحمت متي آ
پٽون پير زخمي ٿو چالو وڪامي

ڪچڻ ۽ ڪسڻ جي زبان کي هٿي جرت
مگر وات جو هاڻي تالو وڪامي

ندامت جي نخرن نوان ويس پاتا
شرم جو شعوري ازالو وڪامي

خوشين کي خريدڻ ڪٿي هاڻي سولو؟
مزو، مرڪ ،مستي ،جمالو وڪامي

صحافت سچي جي تگ ودو
ڏکي ٿي خبر چٽپٽي جو مصالو وڪامي

جنون جوش جذبو اتي چو ڏيکاريون؟
جتي سمجه سان ڪو سنيالو وڪامي

وري سرت کي ٻڪ ڏني ويندي سيما
وري ٿو عقل جو نوالو وڪامي

****

حالتن جي بدنمائي بي
رحم ٿيندي وڃي

هر اشاري جي
خدائي بي رحم
ٿيندي وڃي

مونکي ڏسندي پنهنجي اکڙين کي
جهڪايو تو وري
تنهنجي اهڙي پارسائي بي
رحم ٿيندي وڃي

وصل جي واهر ب تون هاڻي
ته ڪر اي سنگدل
سوچ ڪر ڪائي جدائي بي
رحم ٿيندي وڃي

خواهشين کي قيد ۾ هاڻي ڪجي
ڪهڙي طرح ؟ روح ۾ رقصان رهائي بي
رحم ٿيندي وڃي

سرخرو فهم و فڪر ڪرڻو
ضروري هاڻي آ سرت جي اهڙي
سهائي بي
رحم ٿيندي وڃي
و

دور نئي ۾ غرض جا پيرا
مفادن جا مڪر
بي سبب جي آ پلائي بي رحم
ٿيندي وڃي

خواهشن نيڪيءَ بدئي جي فرق
کي ميٽي ڇڏيو

بي بحر بي حد ڪمائي بي
رحم ٿيندي وڃي

روح جي رمزن اگر ناهي
سڃاتو ظرف کي
اهڙي پو هر پارسائي بي
رحم ٿيندي وڃي

****

صوفياڻو ڪلام

صوفين سندي آ سنگت،
درويش
ٿي ويٺي دل

روحاني رمز راحت ،
درويش

ٿي ويٺي دل

وجدان جي ظرف ۾، بي چين
عاجزي هٿي
فڪر و فهم فصاحت ، درويش
ٿي ويٺي دل

مولا جي معرفت مون،ماڻي
حقيقي منزل
دل سان ملي اجازت،
درويش
ٿي ويٺي دل
محبت وصل جي
واري
،پنهنجي
گسائي ويٺي
هٿي

هجرن
ڪٿي

درويش ٿي ويٺي دل

راهون سراب ساريون
،
منزل بنا سفر
هي
ڪونهي ڪٿي
مسافت

حقيقت ، درويش
ٿي ويٺي دل
منڙي نبي جي نالي ، قربان
دنيا دولت
ملندي سدا شفاعت ،درويش
ٿي ويٺي دل

مولا ڏي دل وري آ ، آجي
خودي ڪٺي آ
پاڳن پري سعادت ،
درويش ٿي ويٺي دل

انداز گفتگو جو دل جي
اندر لهي ويو وسري نه ٿي وجاهت
،
درويش ٿي ويٺي دل

محبوب جي محبت ،خوش ٿي
رقيب کي ڏيون
اهڙي ب هٿي سخاوت ،

،درويش ٿي ويٺي دل
محسن سنديون مياروں،مونکي
مليون هيون پر
ڪاٿي اگهي اجازت، ؟ درويش
ٿي ويٺي دل
حيران ٿي ويٺي هان ،ڪونهي
منهنجو وڏو غم
پين جي ٻڌي حڪايت، درويش
ٿي ويٺي دل
سورن سندو صبر ئي ، ساٿي سدا رهيو آ
روحاني هر رفاقت ، درويش
ٿي ويٺي دل
رشتا پي رت جا هاڻي، پورا
پرم ٿا ڪن سڀ
سڪتي ۾ هڻ سماعت ، درويش
ٿي ويٺي دل عرضيون عقيدتن جون ،
درٻار دل ۾ سيما
اميد ڪئي وڪالت ، درويش
ٿي ويٺي دل

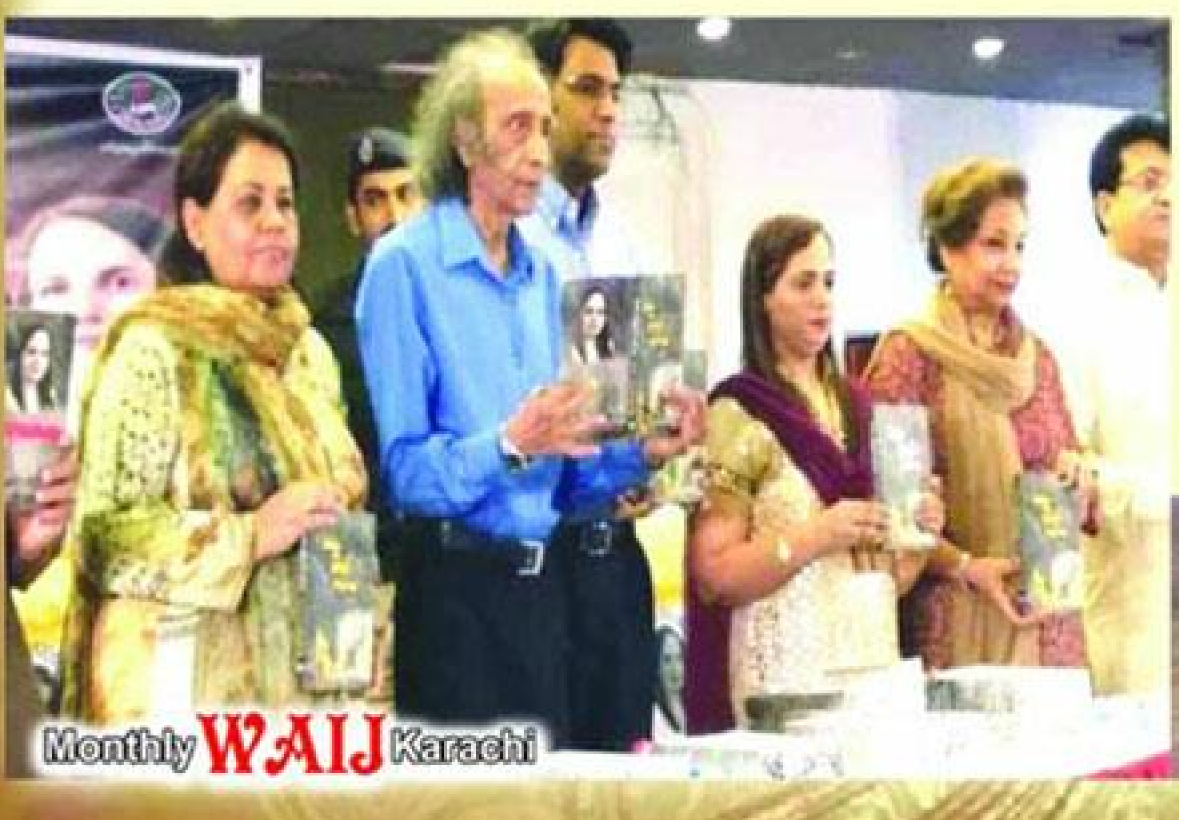

ٿر فائونڊيشن ٿر جي قسمت بدلائي سگهندي؟

2024ع ۾ بلاڪ ٻه اينگرو ڪمپني جي سي اي هڪ فائونڊيشن ٺاهي. جنهن جو نالو ٿر فائونڊيشن رکيو ويو. جنهن جو مقصد ٿر جي ماڻهن جي زندگي ۾ تبديلي آڻڻ ۽ بنيادي سهولتون مهيا ڪرڻ هو جنهن ۾ تعليم، صحت، مٺي پاڻي جا پلانٽ لڳائڻ ۽ ٿر جي ڪاري پاڻي تي زراعت ڪرڻ ۽ ٻيا منصوبا جنهن سان ٿر ترقي ڪري سگهي ۽ اڳتي هلي سنڌ گورنمينٽ سان گڏجي ڪوئلي جي رائلٽي به انهيءَ فائونڊيشن تحت خرچ ڪرڻ جي پلاننگ هئي. رائلٽي فائونڊيشن جي ماتحت خرچ ڪرڻ غير قانوني عمل هو.

ٿر فائونڊيشن طرفان هن وقت تائين اربين روپيا خرچ ڪيا ويا آهن. پر پلاننگ تحت خرچ نه ڪرڻ جي ڪري ان مان ڪي بهتر نتيجا سامهون نه آيا آهن. سڀ کان ڀريڻ فائونڊيشن جو ٽارگيٽ اسلام ڪوٽ تعلقي کي مثالي تعلقو ٺاهي پوءِ پوري ٿر تي ڪم ڪرڻو هو بغير فائدي جي فائونڊيشن مختلف اين جي اوز ۽ گورنمينٽ جي ادارن سان مٺي تعليم، صحت، ٿر

جي ڪاري پاڻي تي زراعت ڪرڻ ۽ مٺي پاڻي جا پلانٽ لڳائڻ جا معاهدا مختلف ڪمپنين سان ڪيا.

2024ع جي شروعات ۾ سنڌ اينگرو ڪول مائيننگ ڪمپني ۽ ڪراچي يونيورسٽي جي بين الاقوامي معيار جي هڪ انسٽيٽيوٽ سان فائونڊيشن جو معاهدو ٿيو ته هڪ سال لاءِ شروعاتي رٿا ذريعي بلاڪ ٻه جي کاڻ مان نڪتل جرجي ڪاري پاڻي کي پوکائي لائق بڻائڻو هو. ان رٿا تحت ڪاري پاڻي کي استعمال ڪري ان مان چوپائي مال لاءِ چارو؛ بائيوفيول؛ تيلي ٻج؛ طبي ٻوٽا ۽ ٻيا فصل پوکڻا هئا ۽ گوڙانگي ڊيم ۾ ڇڏيل ڪاري پاڻي کي زراعت لائق بڻائڻ لاءِ چين ۽ پاڪستان جي هڪ يونيورسٽي سان معاهدو ٿيو هو جنهن ۾ پنج هزار پي پي ايم واري پاڻي کي پاڪ ٿيڻ کان بچائڻ ۽ ڪاري پاڻي سبب زمين خراب ٿيڻ بدران پوکي لائق بڻائڻ لاءِ استعمال ڪرڻو هو. پر انهن معاهدن تي ڪو به عمل ٿيندي اڄ ڏينهن نظر نه آيو.

ان کانسواءِ ڪيترائي معاهدا مختلف اين جي اوز سان وقتن به وقتن ٿيندا رهيا آهن. هڪ معاهدو ٽي سي ايف اداري سان ٿيو، جنهن ۾ اسلام ڪوٽ ۾ مٺي ۽ نيو سنهري درس ۾ ٻه اسڪول کوليا ويا آهن. هن وقت انهن اسڪولن جي نگراني ٿر فائونڊيشن ڪري رهي آهي پر انهن اسڪولن مان بهتر نتيجا سامهون نه اچي سگهيا آهن، جنهن جو وڏو سبب استاد، عملو ۽ سبجيڪٽ معياري نه رکيا ويا آهن. ان کان سواءِ ٿر فائونڊيشن طرفان ڏه کن ڳوٺن ۾ پرائمري اسڪولن ۽ ڪجهه ڳوٺن ۾ مٺي پاڻي جا پلانٽ به ڏنا ويا آهن. جڏهن ته هر ڳوٺ ۾ گورنمينٽ جا اسڪول آهن. انهن کي نوان اسڪول کولڻ جي بجاءِ گورنمينٽ اسڪولن کي سهولتون ڏئي پنهنجي انتظام هيٺ رکن ها ته اتي معياري تعليم سان گڏ معياري استاد ۽ پيو عملو ٿوري خرچ تي ملي وڃي ها. جتي استاد، فرنيچر يا بلڊنگ جي کوٽ هجي اتي پورائو ڪيو وڃي ها. هتي اڪثر ڳوٺن ۾ گورنمينٽ جون اسڪولون، اسپتالون ۽ مٺي پاڻي جا پلانٽ لڳل آهن اتي وري ساڳي اسڪيمون ڏئي پئسا ضايع ڪرڻ مان بهتر هو ته گورنمينٽ جي

ڪيل ڪمن ڪي هتي ڏئي بهتر پوزيش ۾ آڻي ، انهن ڪمن جي نگراني ٿر فائونڊيشن ڪري ها.

هن وقت فائونڊيشن ڪي مليل پئسو جيڪو ڪميونٽي لاءِ استعمال ڪرڻو آهي ، ان پئسي کي پنهنجي مرضي مطابق خرچ ڪيو پيو وڃي . جنهن ۾ ڪم گهٽ پبلسٽي وڌيڪ ڪئي وڃي ٿي جنهن ۾ ڪڏهن سيمينار ، ته ڪڏهن مال جي چاري ، ڪڏهن زراعت تي تجربا ، ڪڏهن ملين جي صورت ۾ وڻ لڳائڻ جا ڊراما ڪري مڃتا ايوارڊ وٺڻ ، ڪڏهن ڳجهه پکي کي بچائڻ لاءِ سيمينار، ڪڏهن ڪنهن لائبريري کي ڪجهه ڪتاب ڏيڻ ، ته ڪڏهن ڪنهن اسڪول جي ٻارن کي ٿيلها ڏيڻ ، ڪڏهن افطاري پارٽي جي نالي پئسو استعمال ڪيو وڃي ٿو ۽ ڪافي ڪم بلاڪ ٻه جي ضرورتن لاءِ ڪيا وڃن ٿا، جو ته فائونڊيشن جي منيجمينٽ بلاڪ ٻه جي آهي ۽ مختلف پروگرام ڪري عملي ڪم نالي ماتر پر اينگرو جي پبلسٽي لاءِ ڪروڙين روپيا اجايا ضايع ڪيا ويندا آهن .غلط پلاننگ سان ڪيل ڪم ڪو به نتيجو نه ڏئي سگهندا آهن.

انڊس اداري طرفان اسلام ڪوٽ ۾ هڪ اسپتال به کولي وئي آهي ، جنهن ۾ هن وقت صرف او پي ڊي هلائي پئي وڃي ۽ وڌيڪ ڪنسٽريشن جو ڪم به هلندڙ آهي ، جنهن جي نگراني به ٿر فائونڊيشن حوالي آهي ؛ ته پئي پاسي اسلام ڪوٽ ٻاءِ پاس تي تعلقه اسپتال جو به ڪم هلندڙ آهي. بهتر هو ته اين جي اوز جا ادارا ۽ گورنمينٽ گڏجي هڪ ئي اسپتال عالمي معيار جي ٺاهين ها ۽ انهي ۾ صحت جي حوالي سان هر شعبو الڳ کولي بهتر نموني عوام جي خدمت ڪن ها ته ڪيترو پئسو بچي پوي ها ! جنهن ڪي ٿر جي ڏورانهن علائقن جتي جون عورتون ويم سبب اسپتال ۾ نٿيون پهچن ۽ پار مري وڃن ٿا اتي مترنٽي هوم ۽ فرسٽ ايڊ جون اسپتالون کولي ڪيترين ئي غريبن جون زندگيون بچائي سگهجن ها! پر هتي ابتي گنگا هلي رهي آهي. جتي اڳ سڀ سهولتون آهن اتي ئي وري اهي ساڳيا ڪم ڪيا پيا وڃن.

2024ع ۾ هيومن ڊولپمينٽ فائونڊيشن سان به معاهدو ٿيو هو ته ٿر جي ترقي لاءِ ڇوڪرين جي تعليم لاءِ اسڪول ، چوپائي مال جو چارو ۽ انهن جي بيمارين جو علاج ، زراعت لاءِ ٿر جو کارو پاڻي استعمال ڪرڻ ۽ ٿر ۾ مٺي پاڻي جا پلانٽ لڳائڻا هئا.

جنهن ۾ HDFوارن تازو هيڊنر ڇاڇرو تعلقي جا آرو پلانٽ به وزٽ ڪيا آهن. جنهن ۾ هي فائونڊيشن هڪ ڪم بهتر ڪرڻ جا خواب ڏيکاريا آهن ته اسان ٿر جا هڪ سو سرڪاري خراب پيل آرو پلانٽن کي واپسي فڪشنل ڪنداسين . اهو هڪ سٺو عمل آهي . جنهن جي اسين آجيان ڪيون ٿا.

ٿر فائونڊيشن ٻن ادارن ۽ اين جي اوز مان ڪافي فنڊ وٺي ٿر ۾ خرچ ڪيا آهن پر بغير پلاننگ جي ڪم ڪرڻ مان بهتر آهي ته پهرين ڪنهن سٺي اداري کان پري فزيبلٽي رپورٽ ٺهرائي پلاننگ سان ڪم ڪري ته يقينن ٿر ترقي جي راه تي گامزن ٿي پوي.

جڏهن ته ڪمپني جي ڪم واري علائقي ۾ متاثر ٿيل آبادي ۽ ان علائقي ۾ درپيش مسئلن کي حل ڪرڻ ڪمپني سرڪار جي ذميواري آهي. ڪٿي ايئن ته نه پيو ٿئي جو فائونڊيشن جو پئسو استعمال ڪري ان کي رائلٽي جي زمري ۾ آندو ويندو. انهي پئسي کي خرچ ڪري هڪ تير ۾ ٻه شڪار ته نه پيا ڪيا وڃن . ان لاءِ عوام جي خدشن کي دور ڪرڻ لاءِ وضاحت ڏيڻ گهرجي . حالانڪه ڪم واري جڳهه تي متاثر ڪميونٽي تي ڪمپني کي پنهنجي سوشل ايڪٽيوٽي مان رکيل پئسي مان ڪم ڪرڻا آهن.

ٿر فائونڊيشن کي پنهنجي ٽارگيٽ علائقي ۾ انفرادي ڪمن کان وڌيڪ اجتمائي ڪمن تي فوڪس ڪرڻ گهرجي ته جيئن ٿر جي وڌيڪ ماڻهن کي ان مان فائدو ٿئي ۽ فائونڊيشن جو پئسو عوامي ڪمن ۾ پلاننگ سان گورنمينٽ ۽ عوامي نمائندن جي گڏيل ڪاميٽي ٺاهي ان جي تحت ضرورت وارن علائقن ۾ خرچ ڪري ٿر جي عوام سان حقيقي محبت جو ثبوت ڏنو وڃي ته جيئن ٿرين ۾ پيدا ٿيل بي چيني واري فضا ختم ٿي سگهي.

ACADEMY OF AESTHETICS

943/2, Allama Iqbal Road, Block-2
Back Side of Zaidi's Studio, P.E.C.H.S., Karachi.
call 021-34310754-5.
www.academyofaesthetics.co

aestheticLIFE

Call us at: (+92 21 35250262/3) or vistit us at: www.aestheticlife.com
Lahore: 042 - 36371660 | Islamabad: 051-2616621

ايران- امريڪا چڪتاڻ!

هڪ اهڙي وقت ۾ جڏهن پاڪستان آمريڪي ڊالر جي پرواز سبب سنگين معاشي بحرانن ۾ ورتل آهي، اسان جي هڪ ٻئي پاڙيسري مُلڪ ايران جي خلاف جنگ جو طبل وڄي چُڪو آهي. منهنجي نظر ۾ سپر پاور آمريڪا جي صدر ڊونلڊ ٽرمپ جو هاٽوڪو ٽوئيٽ پيغام نهايت ڳڻتيءَ وارو آهي، جنهن ۾ هُن ايران کي واضح لفظن ۾ تباهه ۽ برباد ڪرڻ جي ڌمڪي ڏني آهي. ٻئي طرف ايراني قيادت آمريڪي اشتعال انگيزيءَ کي رد ڪندي هوش کان ڪم وٺڻ جي تلقين ڪئي آهي. ٽرمپ پهريان ئي اڳوڻي آمريڪي صدر باراڪ اوباما جي دور حڪومت ۾ ايران- امريڪا جوهري سمجهوتي ڪان عليحدگي اختيار ڪندي، ايران تي سخت اقتصادي پابنديون به عائد ڪري چُڪو آهي. ڪجهه تجزيه نگارن جو خيال آهي ته پاڪستان کي پنهنجي اندروني حالتن کي بهتر ڪرڻ تي ڌيان ڏيڻ گهرجي ۽ ايران- امريڪا چڪتاڻ کان پري رهڻ گهرجي، پر مان نٿو سمجهان ته اسان پنهنجي منفرد جاگرافيائي پوزيشن، آمريڪا جي فرنٽ لائن اتحادي مُلڪ، سعودي عرب جي زيرِ قيادت اسلامي عسڪري اتحاد ۾ شموليت، پاڪستان ۾ ايران جي حامي مخصوص مسلڪ جي وڏي آباديءَ ۽ سڀ کان وڌ ايران سان تاريخي مذهبي ۽ ثقافتي ناتي سبب لاتعلق رهي سگهون. منهنجي اِن موقف جي حمايت ويجهڙ ۾ نئي حڪومت پاڪستان پاران ايران کي لکيل خط، جنهن ۾ پاڪ- ايران گيس پائپ لائن منصوبي ۾ عملدرآمد جي راهه ۾ وڏي رُڪاوٽ آمريڪي پابندين کي ٺهرايو ويو آهي.

عالمي ميڊيا کان موصول ٿيندڙ ڳڻتيءَ جوڳن اطلاعن مطابق هن وقت سڄو مڊل ايسٽ جو حصو بدترين ڪشيدگيءَ جو شڪار آهي. متحده عرب امارات جي سامونڊي حدن ۾ موجود بحري جهازن تي حملن جو الزام ايران تي لڳايو ويو آهي، اهڙي نموني يمن ۾ حوثي باغين جي سعودي عرب جي آئل پمپنگ اسٽيشنز تي حملن جي نتيجي ۾ سعودي عرب گلف ڪوآپريشن ڪونسل ۽ عرب مُلڪ جي هنگامي اجلاس طلب ڪرڻ جو مطالبو ڪري چُڪو آهي. سعودي عرب جو موقف آهي ته ايران يمن جي حوثي جنگجوئن کي هٿيار فراهم ڪرڻ ۾ ملوث آهي. علائقائي ڪشيدگيءَ جي ان ماحول ۾ سعودي عرب جي اتحادي امريڪا پاران به وڏيڪ جنگي جهاز ۽ تباهي ڦهلائيندڙ هٿيار پنهنجي فوجي اڏن ۾ منتقل ڪرڻ جا اطلاع آهن. امريڪي ميڊيا مطابق ايران کي نشانو بڻائڻ جي لاءِ پيٽريٽ ميزائل به مڊل ايسٽ ۾ نصب ڪيا ويا آهن. آمريڪا جو چوڻ آهي ته ان هي انتهائي قدم ايران پاران خطري جي ردعمل ۾ کنيا آهن. ٻئي طرف ايران کي پنهنجو دشمن نمبر ون قرار ڏيڻ وارو اسرائيل به ايران تي حملي کي يقيني بڻائڻ جي لاءِ پيش پيش آهي. اسرائيل پنهنجي بقا خاطر آسپاس جي سيني مخالف مُلڪن کي عدم استحڪام جو شڪار ڏسڻ جو خواهشمند آهي. هڪ وقت هو ته شاهه ايران جي دور حڪومت ۾ ايران، آمريڪا ۽ اسرائيل ٻنهي مُلڪن جو ويجهو اتحادي مُلڪ هو پر پوءِ 1979ع جي انقلابِ ايران بعد آمريڪا خلاف نعرا ايران جي واهڻ وستي گونجڻ لڳا ۽ ايراني قيادت پاران آمريڪا کي وڏو شيطان قرار ڏنو ويو. ٻه طرفي چڪتاڻ جي اُن تاريخ ۾ عالمي برادريءَ اڳوڻي آمريڪي دور حڪومت ۾ آمريڪا- ايران جوهري سمجهوتي کي عالمي امن جي لاءِ سنئون سنئون قرار ڏنو پر افسوس جو مقام آهي جو موجوده آمريڪي قيادت پاران اُن کي به جنگي جنون جي نذر ڪندي فراموش ڪيو ويو آهي.

توانائي جي حاصلات ۽ پرُامن مقصد جي لاءِ جوهري طاقت جو استعمال هر مُلڪ جو حق آهي. مان سمجهان ٿو ته وزيراعظم عمران خان جي موجوده حڪومت کي جن نون بحرانن مان گذرڻو پئجي رهيو آهي، اُنهن مان هڪ هاٽوڪي آمريڪا- ايران ڪشيدگي به آهي. اسان جي لاءِ صورتحال ان لحاظ کان به پيچيده آهي ته پاڪستان جي روزِ اول کان آمريڪا، ايران ۽ سعودي عرب (پاڻ ۾ نه نهندڙ) ٽنهي ملڪن سان ويجها سفارتي ناتا قائم آهن. جيڪڏهن هڪ طرف ايران، پاڪستان کي سڀ کان پهريان تسليم

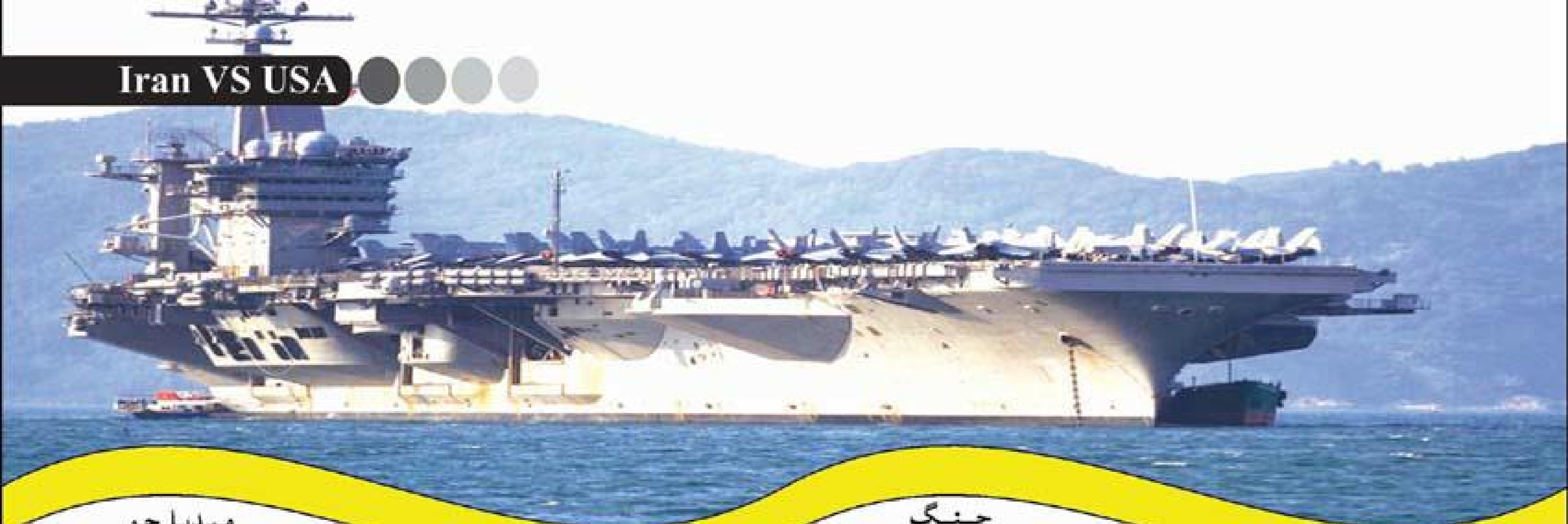

ڪرڻ ۽ پاڪ
- پارٽ جنگين ۾ ڏوس مدد فراهم ڪرڻ وارو مُلڪ آهي تہ اها بہ ناقابل فراموش حقيقت آهي تہ پاڪستان پنهنجي قيام کان پوءِ آمريڪي ڪيمپ ۾ شموليت جو فيصلو ڪندي آمريڪا جو اتحادي بڻجڻ پسند ڪيو بلڪ آمريڪا جي مخالف سُپر پاور سوويت يونين کي شڪست ڏيڻ ۾ پاڪستان جو ڪردار دنيا تسليم ڪري ٿي. اڄ بہ پاڪستان کان سواءِ افغان امن عمل ناممڪن آهي. اهڙي نموني سعودي عرب جي مسلم دنيا ۾ سڀ کان ويجهي اتحادي مُلڪ هُجڻ جو اعزاز پاڪستان کي حاصل آهي. پاڪستاني عوام جو مسلمانن جي مقدس هنڌن جي سار سنڀال ڪرڻ واري سعودي عرب سان خاص عقيدت ۽ احترام جو ناتو آهي.

منهنجي نظر ۾ وزيراعظم عمران خان جي ايران واري دوري سان بہ -طرفن ناتن جي نئين دور جي جيڪا شروعات ٿي آهي، اُن کي ڪنهن عالمي ٽڪراءَ جي وَر نہ چڙهڻ گهرجي. اسان جي موجوده سفارتي حڪمت عملي جو محور اِن نڪتي تي آهي تہ اسان جي پاڪ سرزمين ڪنهن بہ مُلڪ جي خلاف استعمال نہ ٿئي، پر هاڻي اسان کي صرف غير جانبداري يا لاتعلقيءَ جي پاليسي تي ئي گذارو ناهي ڪرڻو بلڪ جنگ شروع ٿيڻ کان اڳ ئي سفارتي محاذ تي نهايت متحرڪ ٿيڻو پوندو. پلي اسان کي ٽياڪڙيءَ جو ڪردار ئي ڇو نہ ادا ڪرڻو پوي. اسان کي نہ وسارڻ گهرجي تہ ايران جون سرحدون اسان جي اهم ترين صوبي بلوچستان سان ملن ٿيون. جتي هلندڙ صديءَ جو سڀ کان وڏو منصوبو پاڪ- چين اقتصادي راهداري تيزيءَ سان تڪميل طرف وڌي رهيو آهي. ايران تي مسلط ڪيل جنگ جا شعلا پاڪستان سميت سڄي خطي کي پنهنجي لپيٽ ۾ آڻي سگهن ٿا. هڪ پيرو وري پاڪستان کي نہ صرف غير مُلڪي مهاجرن جي وڏي تعداد کي مُنهن ڏيڻو پئجي سگهي ٿو بلڪ ايران جي حامي وڏي آباديءَ جي سخت احتجاج جو انديشو آهي. جنهن سان اسان جي قومي معيشت وڌيڪ زبون حاليءَ جو شڪار ٿي سگهي ٿي. مون کي يقين آهي تہ ايران سان جنگي ٽڪراءَ چين، روس، فرانس، برطانيہ ۽ جرمنيءَ جي قومي مفاد ۾ بہ نٿو ٿي سگهي جو اُهي آمريڪا- ايران جوهري سمجهوتي ۾ ڌُر هئا. ضرورت اِن امر جي آهي تہ اسان پنهنجا سڀئي سفارتي چينل استعمال ڪندي عالمي برادريءَ کي جنگ جون تباهڪاريون روڪڻ جي لاءِ قائل ڪريون. آمريڪا کي افغانستان، عراق، ڪوريا ۽ ويتنام جي تاريخ مان سبق حاصل ڪرڻ گهرجي. جو جنگ ڪنهن مسئلي جو حل ناهي، بلڪ بذات خود هڪ مسئلو آهي. اسان پنهنجي ويجهن سفارتي ناتن کي استعمال ڪندي آمريڪا ۽ ايران جي قيادتن کي سمجهائڻ گهرجي تہ اُهي جذبات ۽ جنگي جنون مان نڪري ڳالهين جي ميز تي پنهنجي مسئلن جو حل ڳولين ۽ هڪ ٻئي سان هٿيارن جي نہ بلڪ دليلن جي زبان ۾ ميڊيا جو آمريڪي ڊالر جي قدر ۾ اضافو هوش اُڏائيندڙ مهانگائي ۽ مخالف ڌر جي احتجاجي سياست جي بنياد تي ايران- امريڪا ڇڪتاڻ کي خاطر خواه توجہ نہ ڏئي رهي آهي. اُن کي بہ گهرجي تہ هاڻوڪي آمريڪا- ايران ڇڪتاڻ جي تناظر ۾ قومي ڪردار بابت راءِ قائم ڪرڻ ۾ ڪردار ادا ڪري

مصنوعي ذهانت ۽ ڪمپيوٽنگ ۾ پاڪستان جو مقام

سائنس ۽ ٽيڪنالوجي جي دنيا ۾ ڇيو وڃي ٿو ته اسان چوٿين صنعتي ترقي جي دروازي تي بيٺا آهيون پهريون صنعتي انقلاب 1760ع کان 1840ع تائين مشيني پيداوار جو دور ڪٺي آيو اهو لوهه ۽ اسٽيل جهڙن مادن جو نتيجو هيو جو ڪوئلي ۽ ٻاڦ وسيلي نئين توانائي جي ذريعن جو واڌارو ٿيو ۽ پيداواري واڌ لاءِ فيڪٽرين جي نظام سان گڏ محنت جي ورهاست به عمل ۾ آئي ٻيو صنعتي انقلاب 1870ع کان 20هين صدي جي شروعات تائين جاري رهيو جنهن جي نتيجي ۾ بجلي ۽ اندروني احتراق واري انجڻ (Internal combustion engine) سامهون آئي ٻئي مشينون طاقتور ٽرانسپورٽ جو باعث بڻيون ان کان علاوه پهريون دفعو ٽيليفون ۽ ٽيليگرام سان پيغامن جي رسائي ممڪن ٿي ۽ هن ۾ پيغام پڄائيندڙ جو اتي پهچندڙ کو جسماني عمل دخل ڪونه هيو انساني خدمت ڪندڙ مشينون جيئن طبعي طور انساني ڪم مشينن جي حوالي ٿيا ۽ ان سان گڏوگڏ اسان جي اردگرد نوان خيالات تيزي سان اڀرڻ لڳا وڏي پئماني تي پيداواري فائدا حاصل ٿيا ۽ اڄ جي وسيع تصرف واريون راهون کلي آيون 60 سالن بعد جيڪو ٽيون انقلاب آيو اهو انفارميشن ٽيڪنالوجي جو ڊجيٽل انقلاب هيو ۽ توهان جيڪي هي سٽون پڙهي رهيا آهيو، توهان منجهان ڪيترن ڪثرت سان ان ٽيڪنالوجي جو مشاهدو به ڪيو آهي هي سيمي ڪنڊيڪٽر، مين فريم ڪمپيوٽنگ، سيليڪون، پرسنل ڪمپيوٽنگ، سيل فونز ۽ انٽرنيٽ ان جي وسيع پذيرائي آهن گڏريل ٻن ڏهاڪن کان ورلڊ وائيڊ ويب ، سينسرز ۽ ڪئميرائن سان گڏ ڊيٽا حاصل ڪرڻ ۽ اسٽوريج وڌائڻ جي صلاحيت جيڪو غير معمولي اضافو ڪري ڏنو آهي ان جو تجزيو ڪرڻ ڏاڍو محال ٿو ڏسجي چوٿون صنعتي انقلاب هاڻي شروع ٿيو آهي ۽ پاڪستان کي ان تبديلي کي پنهنجو ڪندي ان جي ثمر مان فائدو وٺڻ گهرجي گذريل ڪجه ڏهاڪن جي ٽيڪنالوجي واري ڊيٽا گڏ ڪندي ۽ پوءِ ملي سيڪنڊن کي اربن جي تعداد ۾ مداخلت سان مفيد معلومات اخذ ڪرڻ جي صلاحيت غير معمولي طور وڌي رهي آهي اها بنيادي طور ڏهن مختلف شعبن ۾ ايرندڙ ٽيڪنالوجي جي ڪاميابي سان سڃاتي وڃي ٿي جنهن ۾ مصنوعي ذهانت (Artificial Intelligence "AI")، روبوٽڪس، انٽرنيٽ آف ٿنگس، 5G براڊبينڊ، 3D پرنٽنگ، خودڪار وهيڪلز، ڪلائوڊ ڪمپيوٽنگ، بلاڪ چين، دوائون ۾ بائيوٽيڪنالوجي جو استعمال ۽ مٿين درجي جي حقيقت (Augmented Reality) شامل آهن

مشهور ليڪ ڪلاز شواب پنهنجي ڪتاب دي فورٿ انڊسٽريل ريووليوشن` ۾ لکي ٿو ته اڳين صنعتي انقلابن انسان کي جانورن جي طاقت تي ڀاڙڻ کان نجات ڏياري، وسيع پيداوار ممڪن بڻائي ۽ ماڻهن ۾ ڊجيٽل استعداد پيدا ڪيو پر چوٿون انقلاب بنيادي طور مختلف آهي هن ۾ مختلف نئين قسم جي ٽيڪنالوجي شامل آهي جنهن ۾ فزيڪل، ڊجيٽل، بايولاجيڪل، دنيا يڪجاءِ ٿيل آهي ۽ سمورن شعبن، معاشيات ۽ صنعتن تي اثرانداز ٿيڻ سان گڏ انهن متعلق تصورن کي به چئلينج ڪري رهي آهي

انسان لاءِ استدلال سڀ کان وڏي طاقت رهي آهي پر هاڻي اها به مشينن ۾ بدلجي سگهي ٿي ڇو جو اهڙي رفتار سان عمل ۾ اچي رهي آهي جنهن جو اڳ ۾ تصور ئي نه ڪيو ويو هيو اڳ ۾ ڊيٽا گڏ

ڪرڻ جو ڪم آءِ بي ايم ڊيپ
بليو جھڙن سپر پاور ڪمپيوٽرن
ذريعي ڪيو ويندو هيو جنهن
شطرنج جي ماهر گيري
ڪسپروف کي 1997ع ۾ مات
ڏني هئي ڊيپ بليو کي شروعاتي
شطرنج ۾ پڙهايو ويندو هيو ۽
پهريون ڪيڊيل هزارين رانديِن ۾
وڏن رانديگرن طرفان اختيار
ڪيل حڪمت عملي ان جي
ميموري ۾ شامل هئي اها هر
سيڪنڊ ۾ 20 ڪروڙ پوزيشن
وارو تجزيو ڪري پئي سگهي ۽
درستگي، ٽڪيل هجڻ ۽
اڳتي چال هلڻ جي حوالي
سان لکين ڀيرا ياد رکڻ جي
صلاحيت سان پنهنجي مقابلي ۾
ويٺل انسان مٿان حاوي رهندي
هئي
هاڻي جاري رهندڙن ۾ الفابيٽ
ڪمپني پاران
مشين
لرننگ
پروگرام الفا زيرو
شروع ڪيو ويو آهي جيڪو
منفرد الگورٿم تي مشتمل آهي
بعد ۾ استعمال ڪيل اصطلاح
لاطيني زبان ۾ الخوارزمي جي
نالي پٺيان رکيو وئي آهي جيڪو
آلجبرا ۾ مهارت رکندڙ هيو الفا
زيرو کي الگورٿم جو بنياد
شطرنج جي اصولن تي رکيو ويو
آهي. جيڪو شطرنج جي بنيادي
اصولن کي ڄاڻڻ جي بنا تي رکيو
ويو آهي هن کي هڪ انسان
پنهنجي طريقي سان شروع ڪيو
پر لکين ڀيرا ان کي پوءِ ان جي
خلاف ڪيڏيو ويو ۽ ان جي غلطين
منجهان سکيو ويو هن وقت
مونجهارو اهو آهي ته هن پاڻ
گهٽي پاڻي سکي ورتو آهي ته
شطرنج جي مقابلي ۾ خونخوار
جانور کي حصو وٺڻ گھرجي
جيڪو موجود به آهي ۽ ان راند
کي اسٽاڪ فش سڏين ٿا
الفا زيرو کي تيزي سان نه پر
چالاڪي سان

سمجهي سگهجي ٿوچو ته
اسٽاڪ فش 60 ملين في
سيڪنڊ ڪلڪيوليشن سان
شطرنج کي جمع ڪرڻ لاءِ بي
حساب طاقت طور استعمال
ڪري سگهجي ٿي الفا زيرو
پنهنجي طور الگورٿم سان گڏ 60
هزار ڪلڪيوليشن في سيڪنڊ
جو جائزو وٺي ٿي ۽ اسٽاڪ فش
کي آرام سان شڪست ڏني
سگهي ٿي جنهن مان اهو ظاهر
ٿيو ته اها

صرف آرٽيفيشل
انٽيليجنس ۽ مشين لرننگ ئي
آهي. جنهن کي جڏهن رجسٽر
ڪجي ٿو ته ڪوانٽم
ڪمپيوٽنگ جي مقابلي ۾ قديم
زمانو تصور ڪيو وڃي ٿو جيڪا
ڳاله جلد ئي حقيقت بڻجي
ويندي
جڏهن وسيع اسٽوريج جا اعداد ۽
شمار ۽ تجزياتي صلاحيتون گڏ
ڪجن ۽ جڏهن حاصل ٿيل
جينياتي ۽ صحت جو ڊيٽا لاڳو
ڪجي ته ان سان انساني صحت
۾ نظرجنڊڙ تبديليون پيدا
ٿينديون ان جو واضح مثال هي
آهي ته هڪ آمريڪي جيڪو
صحت جون خدمتون سرانجام
ڏئي ٿو اهو 100 ملين ماڻهن کان

وڏيڪ صحت جون
ڪربين ڊيٽا پوائنٽون حاصل
ڪري ٿو اهڙو ميٽا ڊيٽا جو تجزيو
خوراڪ، علاج ۽ مرض جي
سڃاڻ يعني تشخيص کي بهتر
بڻائي حاصل ڪري سگهجي ٿي
مانچسٽر يونيورسٽي ۾ هڪ
AI بيسڊ مشين مليريا جي
بيماري خلاف مزاحمتي دوائن
خلاف اثر رکڻ وارو ڪمپائونڊ
دريافت ڪيو آهي هڪ نيورل
نيٽ ورڪس تي مشتمل الگورٿم
تي
مشتمل ڪمپيوٽر پروگرام جاري
ڪيو ويو آهي. جيڪو شاگردن ۽
استادن کي پڙهائي سگهجي
ٿو ٽيچر نيورل نيٽ ورڪ 1.7
ملين جي لگ ڀڳ ڪيميائي
اسٽريڪچر پٺيان ٿائدن کان
واقف آهي. جيڪو حياتياتي
ايڪٽو ماليڪيول طور مشهور
آهي استادن سان گڏ شاگرد نيورل
نيٽ ورڪ وقت گذرڻ سان گڏ
سکن ٿا ۽ مجوزه ماليڪيولز تي
بهتر نتيجا ڪڍي سگهن ٿا.
جيڪي نين دوائن لاءِ بهتر هوندا
AI ذريعي ڊولپمينٽ پروگرام سان
لاڳاپيل ڪريسپر (
CRISPR) جينز جي

ميلاپ ۽ ايڊيٽنگ ٽيڪنالوجي
سان ڊرامائي طور صحت عامه ۾
انقلاب اچي سگهي ٿو نين دوائن
جي جديد ڊائگناسٽڪ اوزارن
سان موثر علاج معالج ۾ پيش
رفت اچي سگهي ٿي آگمينٽيڊ
ريئلٽي ۽ ورچوئل ريئلٽي حقيقي
دنيا بابت معلومات ۾ گهٽ گهٽ
کي پوئتي ڇڏينديون پوءِ ڪٿي ان
جو مقصد سفر هجي يا سرجري
چو ته جتي سرجن بافتن جي ته
بيمارين جي متاثر حصن جي
ڳولها لاءِ چيرڦاڙ نه ڪندو
چو ته سرجن آپريشن ڪان اڳ
هر
شيءِ
کي ٽن
رخن (
3 D) سان
ڏسندو
ڊاڪٽر زنده
خلين کي امپلانٽ
ڪري سگهندو جنهن
سان جسم اندر تيار ٿيل
موثر دوائن لاءِ نشان نه بڻايو
ويندو مصنوعي ذهانت پٽي
استعمال واري ٽيڪنالوجي آهي.
ڪمرشل ايپليڪيشن کان علاوه
ان کي فوج ، فضائي جنگين،
نئين بمن، Avionics، مسلح
ڊرون، ڊس انفارميشن مهارت ۽
سائبر سيڪيورٽي لاءِ استعمال
ڪيو ويندو آهي
مشينن جي وڌڻ سان گڏ مثال طور
انسان جي ٿوري مداخلت سان
خودڪار مشينون فيصلا ڪري
رهيون آهن ان نئين حقيقت کي
سمجهندي خامين جي گهٽتائي
ڪئي وئي 2018ع ۾ ڏهن وڏين
ڪمپنين ايپل، ايمازون، الفابيٽ،
مائڪروسافٽ، فيس بڪ، علي

ڪشمير ڪهاڻي: ڪشميرين کي مجبور نٿو ڪري سگهجي..!

هندستان جو گورنر جنرل مائونٽ بيٽن جيڪو پنهنجي پاڻ کي هڪ طرح سان چرچل جو لاڏلو سمجهندو هو، کي اندازو ئي نه هو ته برطانيا جو سڀني کان طاقتور اڳوڻو وزير اعظم ڪيس اهڙي طرح چارج شيٽ ڪري ڇڏيندو.

لارڊ مائونٽ بيٽن جي جيلهه تي هٿ رکندي چرچل ڪيس پيئڻ جي لاءِ ڪجهه ڏنو. وري سگار ڏنو ۽ گڏو گڏ هندستان جي گورنر جنرل تي حملا به شروع ڪري ڇڏيا. چرچل هڪدم چيو ته مون کي هڪ ڳالهه ٻڌائي تو هي فيصلو ڪيئن ڪري ڇڏيو ته برطانوي فوجين کي ڪشمير ۾ موڪليو وڃي ته جيئن هو اتي وڃي مسلمانن کي ڪچلين؟

چرچل ڳالهائيندو رهيو: مائونٽ بيٽن هي تو در حقيقت هڪ تمام وڏو دوکو ڪيو آهي. توکي خبر ئي نه هئي ته نهرو ۽ گانڌي برطانيا ۽ برطانوين جي خلاف آهن اهي ٻئي اسان جا دشمن آهن. اهي ڪڏهن به اسان جا دوست ناهن رهيا. هندستان ۾ ته اسان جا دوست مسلمان آهن. جڏهن ته تو برطانيا جي دشمنن سان گڏجي باقاعده منصوبا بندي جي تحت هندستان جي پاڪستان جي خلاف پهرين فتح جي بنياد رکي ڇڏي آهي.

گورنر جنرل جي لاءِ اها حيراني واري ڳالهه هئي ته چرچل لفظ انڊيا نه پر هندستان استعمال ڪيو. ان سان خبر پوي ٿي ته چرچل جي ذهن ۾ هندستان جي حوالي سان مستقبل جو ڪهڙو نقشو هو. چرچل ايتري غصي ۾ هو جو هن مائونٽ بيٽن کي چيو ته: تون فوري طور تي هندستان ڇڏي هليو وڃ. تون برطانوي رياست جي انهن غدارن جي جيڪا مدد ڪري رهيو آهين، انهي جي لاءِ برطانيا ۽ ڪنگ جي نالي جو استعمال ڪرڻ بند ڪري ڇڏ.

مائونٽ بيٽن کي اندازو ئي نه هو ته ان سان چرچل اهڙو سلوڪ ڪندو. چرچل کي نظر اچي رهيو هو ته وائسراءِ جهڙي طرح نهرو ۽ گانڌي جي مدد ڪئي، اهو غلط آهي. ان سان پاڪستان ڪمزور ٿيندو ۽ مسلمان ڪمزور ٿيندا. چرچل جي خيال ۾ برطانيا جي وائسراءِ کي گهرجي ها ته مسلمانن سان بهتر سلوڪ ڪري ها. چو ته گانڌي ۽ نهرو جي پيٽ ۾ مسلمانن کي هو پنهنجو اتحادي سمجهندو هو. سندس خيال ۾ ته وائسراءِ ڪشمير جي معاملي ۾ جيڪو ڪردار ادا ڪيو، اهو تمام گهڻو غلط هو ۽ مائونٽ بيٽن پاڪستان کي پهرين ڏينهن کان ئي هندستان جي هيٺان لڳائي ڇڏيو هو ان جي ويجهو جيڪا فوج مائونٽ بيٽن ڪشمير ۾ موڪلڻ جي منظوري ڏني هئي، اهو فيصلو تمام گهڻو غلط هو. واضح ٿي ويو هو ته چرچل ڇا ٿو چاهي، اهو ئي ته ڪشمير پاڪستان ڏانهن وڃڻ گهرجي پر سندس خيال ۾ مائونٽ بيٽن نهرو سان ملي ڪري ڪشمير تي هندستان جو قبضو ڪرائي ڇڏيو هو.

مائونٽ بيٽن جيڪو هڪ شاهي شادي ۾ شرڪت ڪرڻ جي لاءِ لنڊن آيو هو ان جي لاءِ هي دورو انهي نوٽ تي شروع ٿيو. اهو خوش آئنده نه هو مائونٽ بيٽن ان شادي جي لاءِ جيڪو تحفو هندستان مان آندو هو، ان تي به ڪافي ڳالهيون ٿي رهيون هيون. مائونٽ بيٽن پاڻ سان گڏ ڪپڙي جو اهو ٽڪرو آندو هو جيڪو گانڌي پنهنجي چرخي تي پاڻ اُڻيو هو. سندس خيال هو ته ملڪه تمام گهڻي خوش ٿيندي پر جيئن ئي هن اهو تحفو پيش ڪيو ۽ ڪوئين ميري اهو ڪپڙو پنهنجي هٿ ۾ ڪنيو ته زور سان چوڻ لڳي ته "مائونٽ بيٽن هي تون ڪهڙي بيڪار شئي وٺي آيو آهين".

ملڪه اهو سمجهيو ته شايد مائونٽ بيٽن شهزادي الزبيٿ جي شادي تي تحفي جي نالي تيم گانڌي جي لنگوٽ کڻي آيو آهي.

شادي جون تقريبون ختم ٿي ويون ته مائونٽ بيٽن 24 نومبر تي واپس هندستان جي لاءِ روانو ٿيو. مائونٽ بيٽن جي غير موجودگي جي دوران هتي ڪافي ڪجهه ٿي چُڪو هو. لياقت علي خان جو بيان اچي چُڪو هو ته پاڪستان ڪشمير جي معاملي کي اقوامِ متحده کڻي وڃي سگهي ٿو. جڏهن ته وزير اعظم نهرو وري الزام لڳايو ته پاڪستان جي اعليٰ اختيارين ئي در حقيقت ۾ اهو قبائلي لشڪر ڪشمير موڪليو هو. جنهن ڪانپوءِ صورتحال ايتري خراب ٿي وئي جو هندستان کي پنهنجيون فوجون اتي موڪلڻيون پيون. اهي خبرون به آيون پئي ته خوست جي افغانين جو هڪڙو وڏو لشڪر به ڪشمير داخل ٿي چُڪو آهي. جن وٽ روسي ساخت جو اسلحو آهي. ٻئي طرف پاڪستان ۽ هندستان جي وچ ۾ وڌندڙ

رئوف ڪلاسرا

ڇڪتاڻ ڪانگريس جي اندر ڪيترن ئي ماڻهن کي پريشان ڪري ڇڏيو هو. ڪانگريس جي ان وقت جي صدر جي بي ڪرپلاني پاڪستان ۽ ڀارت جي وچ ۾ جنگ جي خطري کي نظر ۾ رکندي ڪانگريس جي صدارت ڇڏي ڏني. مائونٽ بيٽن جڏهن واپس موٽيو ۽ انهي اهو حال ڏٺو ته اهو ڏڄي ويو. سندس منظوري، کان بنا ئي هندستاني فوج ڪشمير ۾ هٿياربند ڪارروايون ڪرڻ شروع ڪري ڇڏيون هاڻ مائونٽ بيٽن کي سچي ڳالهه سمجهه ۾ اچي رهي هئي ته ڇو وزير داخلا سردار پٽيل چاهيندو هو ته هو ڪجهه ڏينهن جي لاءِ لنڊن هليو وڃي. لنڊن وڃڻ کان پهرين پريشاني سان هن گورنر جنرل جي حيثيت ۾ اها به اجازت ڏئي ڇڏي ته پونڇ ۽ ميرپور جي علائقن ۾ فوجي ڇانوڻي ۾ رهي پوي. ته جيئن اتي جيڪي پهرين ئي موجود آهن. انهن جي جڳهه وٺي سگهي. جيئن ئي مائونٽ بيٽن کي خبر پئي ته سندس غير موجودگي ۾ اهڙي راند کيڏي وئي آهي ته انهي فوري طور تي وزير اعظم نهرو کي لکيو ته منهنجي عدم موجودگي، ۾ جنهن مقصد جي لاءِ پونڇ ۽ ميرپور فوج موڪلڻ جي اجازت ڏني وئي هئي. اهو مقصد هاڻي اچانڪ بدلجي ويو آهي. فوج اتي تشدد واريون ڪارروايون ڪرڻ شروع ڪري ڇڏيون آهن. هاڻي هندستان جو مقصد اهو بڻجي ويو آهي ته سندس فوج جي مدد سان هو ان علائقي ۾ جيڪو چاهي مچائي وٺي. مائونٽ بيٽن احتجاج ڪيو ته هو ان علائقي ۾ مسلمانن جي اڪثريت آهي. هن نهرو کي ياد ڏياريو ته اهو اخلاقي طور تي جائز نه آهي اتي جي مسلمانن کي فوجي طاقت استعمال ڪري پاڻ سان گڏ رهڻ تي مجبور ڪيو پيو وڃي.

گلوبل دنيا ڪيئن ڏسجي؟

ابراهيم لنڪن چيو هو ته ماڻهن کي ٿوري دير لاءِ بيوقوف نٿا ٺاهي سگهجي ٿو. ڪجهه ماڻهن کي هميشه بيوقوف ٺاهي سگهجي ٿو. پر سڀني ماڻهن کي هميشه لاءِ بيوقوف نٿو ٺاهي سگهجي . بلڪل اهڙي طرح گلوبل دنيا جو تصور عالمي مارڪيٽ ۽ عالمي سامراجي تصور هڪ اهڙو دوکو آهي جيڪو ڪجهه وقت ته بهترين لڳو ماڻهو کي خبر نه پئي ته هي خوبصورت ٽيڪنالوجي جو خوبصورت لبرلزم جو تصور ڪيترو انسان لاءِ هاڃيڪار آهي. دنيا ۾ 1930ع کان ٽي اهم نظام ٽڪراءَ ۾ اچي رهيا هئا. هڪ فاشزم، ٻيو لبرلزم (جمهوريت ۽ سرمائيداري) ٽيون ڪميونزم. 1945ع ۾ فاشزم کي شڪست اچي ويئي. دنيا ٻن ڪئمپن ۾ ورهاجي ويئي. عالمي جنگ جي نتيجي ۾ اڌ دنيا سوشلسٽ ڪيمپ ۾ شامل ٿي ويئي . سرمائيدار کي اهو احساس ٿيو. ته جنگ سندس فائدي ۾ ناهي. جي ٽي عالمي جنگ لڳي دنيا سڄي ڪميونسٽ ڪئمپ ۾ تبديل ٿي ويندي انهي ڪري هنن سرد جنگ جي شروعات ڪئي. جديد ٽيڪنالوجي کي پنهنجي مفاد لاءِ استعمال ڪيو. 1980ع کان ڪمپيوٽر جي ايجاد , انٽر نيٽ ۽ موبائل جي ايجاد. سوويت يونين جي لاءِ مقابلي جو نئون دور شروع ٿيو. ٻئي طرف سرمائيداري مقابلي ۾ سوشلسٽ دنيا پوئتي رهجي ويئي. 1995ع کان پوءِ دنيا ۾ صرف عالمي سرمائيداري جو نظام وڃي رهيو. جنهن کي لبرلزم جي خوبصورت نعري ۾ ويڙهي سامراج دنيا تي حاوي ٿي ويو. اها ٿي جمهوريت جيڪا سامراجي قوتن لاءِ خطرناڪ هئي. اها روح روان ٿي ويئي . انٽرنيٽ جي سهولت سڄي دنيا ۾ عام ٿي ويئي، جنهن ڪري روز ڳاڻياپي لاءِ نوان سافٽ ويئر ٺهڻ لڳا. فيس بڪ ڪا ن وٽي ٽيوٽر، واٽس اپ، يو ٽيوب وغيره هزارين سافٽ ويئر ڪمائي جي ميدان ۾ اچي ويا. ان کان علاوه سرمائيداري مارڪيٽ ۾ تيزي سان نيون شيون ٺهڻ لڳيون ايجادن جي ڀرمار ٿيڻ لڳي اهڙيون شيون مارڪيٽ ۾ اچڻ لڳيون جن جو خيال به اسانجي ذهن ۾ ناهي نه وري اهڙيون شيون اسانجي ڪا ضرورت آهن. پر مارڪيٽ جو تصور اهو وڃي بيٺو ته ايجاد ضرورت جي ماءُ آهي. ڀهرين شيءِ ايجاد ڪريو پوءِ مارڪيٽ ۾ آٽي ماڻهن جي ضرورت بنايو. نتيجو اهو نڪتو ته انسان مارڪيٽ جي وس ۾ ٿي پيو. يعني انساني ذهن هيڪ ٿي ويو. جيئن مارڪيٽ چوي تيئن ڪرڻ لڳو. جنهن ڪري انسان جي زندگي ۾ گلوبل دنيا سندس ذاتي زندگي ختم ڪري ڇڏي. نه صرف ايترو پر بايو ٽيڪنالوجي ۽ انفو ٽيڪنالوجي هائبرڊ دنيا متعارف ڪرائي . جنهن ۾ ڪاڏا به هائبرڊ, ٻج ۾ هائبرڊ, هائبرڊ ٻچن اسان جي زراعت تباهه ۽ برباد ڪري ڇڏي, زميدار ڪمائي جي هوس ۾ هائبرڊ ٻج استعمال ڪندي پنهنجا اصلي, ديسي ٻج وڃائي ويٺا. جنهن ڪري هڪ ته زمينون طاقت ڇڏي ويون. ٻيو ته هائبرڊ ملٽي نيشنل ڪمپنين دنيا جي زراعت کي پنهنجي وس ۾ ڪري ڇڏيو. هاڻي هارين وٽ ٻج ته آهن ئي ڪونه. اسان ڪاڏي جي لاءِ ڪمپنين جا محتاج ٿي پيا سين. هاڻي هڪ ڏينهن اهڙو به ايندو جو ملٽي نيشنل ڪمپنيون توهان کي غلام بنائي رکڻ لاءِ پنهنجي شرطن تي ٻج ڏينديون گلوبل دنيا ۾ ٽيڪنالوجي جي ڀرمار ۽ حقيقت کان مٿانهين حقيقت ئي معيار آهي تنهن ڪري صرف تصور اپاريو ميڊيا ذريعي انهي جي اشتهار بازي ڪريو. ۽ مارڪيٽ فتح ڪريو. هاڻي دنيا ۾ هيرو ٿيڻ لاءِ توهان کي محنت يا جدوجهد ڪرڻ جي ضرورت ناهي. صرف پنهنجي چالبازي جي ذريعي پنهنجو اشتهار ڪريو اليڪٽرانڪ ۽ سوشل ميڊيا جي ذريعي پاڻ کي مشهور ڪريو. مثبت يا منفيت کي وساري ڇڏيو. توهان صرف مارڪيٽ ۾ مشهور ٿيو توهانجي مارڪيٽ ٺهي ويندي اهو آهي حقيقت کان مٿانهين حقيقت جو تصور . انهيءَ مقابلي ۾ چين اڳتي نڪري ويو. مارڪيٽ تي قبضو ڪندو ويو. جنهن ڪري آمريڪا جو سپر تصور لاءِ خطرو پيدا ٿي ويو . اهو ئي سبب آهي جو ڊونالڊ ٽرمپ آمريڪن نيشلزم جو نعرو لڳايو. ڏٺو وڃي ته برطانيا جو يورپي يونين کان ڌار ٿيڻ , آمريڪا ۾ نيشلزم جو نعرو لڳڻ گلوبل وليج جي خلاف ڀهرين بغاوت آهي.

هن وقت هر طرف کان دنيا تبديل ٿي رهي آهي. هي هڪ اهڙو عبوري دور آهي جيڪو جنهن ۾ انسان جي نسلي تبديلي اچي رهي آهي. دنيا ۾ جاگرافي جي تبديلي اچي رهي آهي. دنيا ۾ سماج تبديل پيا ٿين.

بُري صحبت کان اڪيلائي بهتر آهي

قدرت جي طرفان انساني فطرت ۾
هي شي شامل آهي تہ اهو ماحول
۽ صحبت کان جلد متاثر ٿئي ٿو
هڪ انسان جي خواب يا
سٺي
صحبت
ڪوڙ سارن
سببن جي نتيجي ۾ هن جي
شخصيت ۽ ڪردار تي اثر انداز
ٿئي ٿي جنهن ۾ پهريون ڪردار
هن جي گهر جي اندر جو ماحول ۽
ان ۾ هن جا ويجها دوست يار ۽
ملڻ وارن
جو هوندو
آهي هي
هڪ تسليم
ٿيل حقيقت
آهي تہ انسان
پنهنجي ويجهن ۽
قريبي دوستن جي
حوالي سان ئي
سڃاتو وڃي ٿو.
معاشرو انسانن سان ملي ڪري
تشڪيل پائيندو آهي ان ۾ هر
فرد جي طبيعت مزاج ذهني سوچ
عادتون لڇڻ ڪردار هر ڪنهن
جو الڳ هوندو آهي. اهڙي
معاشري ۾ قابل قدر ۽ اهميت ۽
ضرورت سڀ کان وڌيڪ نوجوان
طبقي جي سمجهي ويندي آهي
جنهن جي ڪلهن تي مستقبل
جي ذميواري اچڻي هوندي آهي
بنيادي صحيح تعليم ۽ تربيت
جو انسان جي حيثيت ۽ ڪردار
سان ويجهو تعلق آهي استاد جو
ڪم تعليم ڏيڻ سان گڏ صحيح
تربيت ڏيڻ ۾ وڏو ڪردار آهي
بشرطيڪ هو خود تعليم يافتہ ۽
تربيت جي زيور سان آراستہ
هجي جنهن جي ڪنهن حد تائين
ڪوٽ

موجوده دور ۾ معاشري ۾ محسوس
ڪئي پئي وڃي بنيادي ڪردار ۽
اولاد جي تربيت جي شروعات
جيئڻ مٿي لکي
آيو
هيان گهر کان شروع ٿئي ٿي.
مجموعي طور ڏٺو وڃي تہ ڀين
ڪيترن سببن جي باوجود اسان
جي نوجوان طبقي ۾ ذهني
صلاحيت هوشياري جي کوٽ
هرگز نہ آهي دنيا جي مختلف
ملڪن ۾ پاڪستان جي جدا جدا
علائقن جا ڪوڙ نوجوان علم پرائڻ
سان گڏ پنهنجي روزي بہ ڪمائي
رهيا آهن ماشاءَ الله ان سلسلي ۾
اسان جا سنڌي نوجوان بہ پنهنجي
سني صلاحيت ۾ اهميت رکن ٿا.
تعليم پرائڻ حاصل ڪرڻ جو
رواج بہ ماضي کان وڌي رهيو
آهي. هي حقيقت لڪندي عجيب
فرق ٿو نظر اچي تہ ڪو زمانو هو
جو پاڪستان ۾ اعليٰ تعليم
حاصل ڪرڻ لاءِ دنيا جي مختلف
ملڪن مان شاگرد مختلف
جامعات يونيورسٽي ۾ تعليم
حاصل ڪرڻ لاءِ ايندا هئا ۽ هاڻي
دنيا جي مختلف ملڪن کان هنن
جا نمائندا اچي پنهنجي پنهنجي

ملڪ ۾ پاڪستاني
نوجوانن کي تعليم حاصل ڪرڻ
لاءِ انٽرويو ڪن ٿا ۽ هر قسم جي
سهوليت ڏيڻ جي
آفر
ڪن ٿا. نوجوان طبقي لاءِ اڪثر
پنهنجن ڪالمن ۾ هنن لاءِ سٺي
صحت سٺن دوستن سان تعلق
رکڻ لاءِ تاڪيد ڪندو رهندو
آهيان انسان کي اڄ جي محنت
وقت جو قدر ۽ پنهنجي صلاحيت
علم ادب ۽ اخلاق سڃاڻي يعني
مستقبل ۾ ڪم ايندو ڪوئلو
گرم هوندو تہ هٿ ساڙيندو. ٿڌو
هوندو تہ هٿ ڪارا ڪندو خراب
۽ بري صحبت سنگت مان ڪير
سڄڻ هرگز نہ ٿيندو ڪنهن وقت
ڪڏهن بہ پاڻ بہ برو نتيجو
پوڳيندو ۽ ٻي کي پاڻ سان گڏ
لوڙهيندو گل جو ڪم هميشہ
خوشبو ڏيڻ آهي پلي ڪير هن
کي هٿ ۾ مهٽي پر هنن مان گلن
جي خوشبو نہ ويندي سٺو ۽
مخلص وفادار دوست اهڙي گل جو
مثال آهي ڪنهن بہ سبب سٺو ۽
مخلص دوست نہ ملي تہ بري
دوست کان بهتر اڪيلو رهي
پنهنجي زندگي گذارڻ جي

تربيت ۽ طريقو تيار ڪجي هر
حوالي سان پنهنجي رب پاڪ
جنهن خلقيو ۽ پيدا ڪيو
آهي روزي
رزق عطا
فرمائي ٿو
ان کي هر پل هر وقت
راضي رکڻ جي ڪوشش ۽ سعيو
ڪيو رب پاڪ راضي ٿي وڃي تہ
انسان جا ٻيڙا پار ٿيو وڃن. اب تو
خلوص يهي هي فقط مصلحت کا
نام
بي لوث دوست کي زماني گذر
گئي. هن حقيقت کان ڪو بہ
انڪار نہ ڪندو تہ جڏهن
ضرورت کان زياده ۽ بنا محنت
مزدوري ۽ مشقت جي مفت ۾ مال
دولت پئسو زياده اچي ويندو آهي
تہ ناجائز خرچ ڪرڻ لاءِ برائي
بڇڙائي پنهنجو پاڻ
پهچي ويندي آهي
حرام جي ڪمائي
پئسو خرچ بہ حرام
۽ غلط ڪمن ۾
ٿيندو صحيح
رستو ڏيکاريندي ۽
عقل سچائي
۽ سولي ۽
سڌي واٽ
سمجهہ ۾ تڪڙي نہ ايندي وقت ۽
حالتون سدائين هڪ جهڙيون نہ
ٿيون رهن ماضي ۾ موجوده دور جو
جائزو وٺو ميڊيا هر ڳالهہ کي چٽو
۽ واضح ڪري ڇڏيو آهي. پڪين
ساٿي مگر ڪرڻ واري جو ڪوئي
نہ آهي نوجوان اندر جون اڪيون
ڪوليو ۽ مستقبل توهان جو آهي.
رابطي لاءِ: عاقل پلازه نزد صائمہ
پلازا گورنمينٽ ڪاليج روڊ
حيدرآباد

Choose (8 Services) Only In 3,000Rs

1. Whitening Mask
2. Hair Color Application
3. Hair Cutting
4. Waxing Hands Half
5. Under Legs Wax
6. Waxing Legs Half
7. Hair Protein Cream
8. Face Bleach
9. Manicure
10. Padicure
11. Blow Dry
12. Hair Oil
13. Eye Brows
14. Under Arms Wax
15. Face Polish
16. Facial
17. Massage Legs
18. Bleach Hands
19. Bleach Legs
20. Massage Hands

PEDI+MANI

Pedicure Manicure Darma
Foot Bleach
Hands Bleach
800

Foot Massage
Hands Massage
Foot Bleach
Hand Bleach
500

Pedicure OR Menicure Relux
1500

Hair Streaking Foil Paper 4000
Hair Streaking With Cap 3000
Indian Green Oil Massage 500
Hair Cutting/ Blow Dry 1300
Argan Oil Special 500
One Colour Dye 1500
Hair Protein 800
Hair Cutting 1000

DISCOUNT PACKAGE WAXING

Full Arms
Under Arms
Half Legs
Full Legs or Under Legs
950Rs

Half Hand Wax
Half Legs Wax
Undr Arms Wax
500Rs

Whitening Bleach
Eyebrows & Upper Lips **500Rs**

Face Wax
Face Mask
Eyebrows & Upper Lips
800Rs

OUR SERVICES

Janssen FACIAL

Face Bleach
Eyebrows
2500Rs

Gold / Herbal FACIAL

Face Polish
Face Bleach
Upper Lips
Eyebrows
1800Rs

Fiore Belio FACIAL

Face Bleach
Face Polish
2100Rs

Relux FACIAL

Face Wax
Face Bleach
3500Rs

Janssen

Deep Cleansing
Eyebrows
Upper Lips
1200Rs

Face Wax & Face Mask

Face Bleach
Eyebrows
Upper Lips
950Rs

Body Massage

Full Body Massage With Hair Protein
3000Rs

Full Body Scrub

Foot Bleach
Hand Bleach
3500Rs

Get flat 40% off on Guinot/ Sothys & Dermalogica FACIAL

(BY APPOINTMENT ONLY)

SPECIAL PACKAGE

JANSSEN FACIAL	CUTTING WITH BLOWDRY
HAIR PROTEIN	ROOT TOUCHING
FACE BLEACH	UNDER LEGS WAX
EYEBROW & UPPER LIPS	UNDER ARM WAX
MANICURE	FULL ARM WAX
PEDICURE	HALF LEGS WAX

(Rs, 5,000)

عطائين مان جند ڪيئن ڇڏائجي!!!!!

عطائين جي پرمار انساني جانيون خطري ۾ جعلي ميڊيسن عطائي ڊاڪٽر، ڊاڪٽرياڻيون، سيڪڙو دائيون، سيڪڙو نرسن جي وٽ پڪڙ جاري انساني قيمتي جانيون ضايع ٿيڻ بعد انتظاميہ حرڪت ۾ اچي ڪاروائي جي نالي تي فوٽوسيشن ڪري ڪسائي خانو سيل ڪن ٿا وري چند ڏيهن بعد کلي ٿو وچي مطلب عطائين مان چند ڇڏائڻ مشڪل آهي. ڪجھ سال پوءِ تي جي انسانن جي زندگي تي روشني وجهو جئين ان محل نہ ايڪسرا، نہ الٽرا سائونڊ نہ ٻيون مختلف ٽيسٽون ٿيندا هئا ان باوجود هڪ تحقيق مطابق سال ۾ 20 سيڪڙو مائرون يا ٻار ڊليوري دوران فوت ٿي ويندا هئا، پر هن جديد سائنس جي ترقيافتي دور ۾ ڊليوري دوران سال ۾ مائرون ۽ ٻارڙا لڳ ڀڳ 40 سيڪڙو کان وڌيڪ فوت ٿين پيا؟؟؟؟ان دور ۾ ڳوٺهاري عورتن جون ڊليوريون گهرن جون وڏڙيون ڪرائينديون هيون پوءِ اگر ڪو اهڙو بہ سيريس ڪيس ۾ ڪنهن دائي کي ڳولي آندو ويندو هو. ان دور جي دائي هن دور جي هڪ وڏي سرجن اسپيشلٽ ڊاڪٽر برابر هوندي هئي. نہ آپريشن، نہ آڪسيجن، نہ ٽيلهي، نہ سوئي، نہ ٽڪي فوٽو نہ ئي ٻيون ڪي دوائون ڊليوري دوران ڏنا ويندا هئا. ڊليوري جي اڳ دائيون عورت کي سچي مکڻ جي ڪٽي جي هڪ (جمن – وٽو) ڪارائيندا هئا. پوءِ ڪجھ دير کان پوءِ گهر جي آڳر تي گهمڻ لاءِ چوندا هئا. پوءِ بہ ٻار جي پيدائش ۾ ليٽ ٿيڻ تي ڏاند گاڏي ۾ سمهاري ٿورو چڪر هٽائيندا هئا پوءِ ٻار جي پيدا ٿيڻ جو ٪90 پڪ ٿيندو هو پوءِ بہ اگر ٿوري ليٽ ٿيڻ تي بندوڪ جو هڪ فائر ڪيو ويندو جنهن جي ڇرڪ جي ڪري ٻار پيدا ٿي ويندو هو ان کان پوءِ اگر ٻتيل ٻار پيدا ٿيندو هو تہ ان کي هڪي جي نڙ زريعي ڦوڪي ڦوڪي آڪسيجن ڏنو ويندو هو. دن وڏڻ محل بہ نئو بليٽ نہ ملڻ تي پراڻو ڪو بليٽ ڳولي دن ڪٽيو ويندو هو. ماشاءالله اهي اسان سڀني جا ابا ڏاڏا زندگيون گزاري هليا ويا. پر هاڻي هلندڙ سائنس جي ترقياتي دور تي ٿورو روشني وجهو تہ عورت کي سنگها ٿيڻ جي پهرين مهيني کان اسپيشلٽ ڊاڪٽر، نرسن، دائين وٽ ڊرپ ٽيلهي، مختلف دوائن جو ڪورسون، مختلف ٽيسٽون، الٽراسائونڊ ٽي وي فوٽو ايڪسرا 10 مهينن تائين ٻنهي هٿن سان لٽي ڦري پوءِ بہ آخر ۾ آخري چانس آپريشن چوندا آهن. جنهن ۾ بہ اهي چوندا تہ وارث فارم ڀرن تہ اسان جو پوءِ لاءِ ڪو بہ ذميواري نہ هوندو سموري سسٽم ٽيسٽن دوائن زريعي هلائڻ باوجود بہ اڄڪلھ جي ڊاڪٽرن وٽ توڙ آپريش پوءِ ڪهڙو دور سٺو بس جئين اسان جي ملڪ ۾ پرائمري 5 درجي کان وٺي پڙهائي ۾ دوران امتحانن ۾ ڪاپي ڪلچر عام آهي ۽ ڪڪڙ ڏئي پاس ٿيڻ وارو رواج قائم آهي تہ انهي جو اثر ظاهر آهي ڊاڪٽري جي پڙهائي ۾ بہ زرور پوندو هوندو پوءِ ڪاپي ڪري پاس ٿيدا هوندا يا ڪڪڙ ڏئي، پوءِ انهن کي ڪهڙو خبر. اڄڪلھ تہ سياسي پوسٽ تمام گهٽا ملي رهيا آهن جن وٽ نرسنگ جو مڪمل ڪورس نہ آهي تہ اهي ڊاريڪٽ ڊاڪٽر ٿي وڃن ٿا. دائيون، نرس ظلم آهي تہ جن وٽ ٽڪي جي چاڻ نہ هئڻ وارايون بہ انساني قيمتي جانين سان کيڏي رهيا آهن. خير توهان کي پنهنجي علائقي جي عطائي ڊاڪٽرن نرسن ۽ دائين بابت ٻڌائيندو

ELECTRONIC SIGNATURE

'اِي دستخط' ۽ ان جو استعمال

ابوبڪر سڏايو

جنهن ۾ درخواست گذار جو ٽي آر شناختي نمبر شامل هوندو آهي.
ڪارپوريٽ اِي دستخط لاءِ گهربل اِي دستاويز

- هڪ قبوليت جوڳي اليڪٽرانڪ سرٽيفڪيٽ سان گڏ درخواست فارم
- دستخطي سرڪيولر جي فوٽو ڪاپي
- تجارتي رجسٽري آفيسن مان حاصل ڪيل گذريل 6 مهينن جي سرگرمي جي سرٽيفڪيٽ جو اصل
- هڪ درست سرڪاري شناختي دستاويز جو اصل. جنهن ۾ درخواست گذار جي تصوير به شامل هجي، جهڙوڪ: شناختي ڪارڊ، ڊرائيونگ لائسنس يا ٽي آر شناختي نمبر وارو پاسپورٽ.

ڪهڙن هنڌن تي اِي دستخط جو استعمال ٿيندو آهي؟

- انٽرنيٽ بينڪنگ
- اِي معاهدا
- رجسٽرڊ اِي ميل سسٽم (KEP)
- اِي اسڪول ڊيٽي ليٽي
- اِي آرڊر جون ايپليڪيشنون
- اِي ووٽنگ جو عمل

اِي دستخط جي استعمال جا فائدا

- اِي دستخط حاصل ڪرڻ سان توهان کي ڪاغذ، مس ۽ ڪوريئر وارن خرچن کي گهٽ ڪرڻ ۾ مدد ملي ٿي ان سان قطع نظر ته توهان سرڪاري يا نجي شعبي ۾ آهيو توهان اِي دستخط استعمال ڪري ڊيٽي ليٽي ۾ وقت جي بچت ڪري سگهو ٿا.

جنهن لاءِ 'اِي دستخط' ڪيئن حاصل ڪجي؟

اليڪٽرانڪ دستخط انفارميشن ٽيڪنالاجي ۽ ڪميونيڪيشن اٿارٽي (BTK) طرفان منظور ٿيل اِي سرٽيفڪيٽ سروس فراهم ڪندڙ فراهم ڪندا آهي توهان انهن خدمت فراهم ڪرڻ وارن جي فهرست بي ٽي ڪي جي سرڪاري ويب سائيٽ تي حاصل ڪري سگهو ٿا. پنهنجي اِي دستخط کي جاري ڪرڻ لاءِ توهان کي پهرين پنهنجي ڊوائس تي ڪارڊ ڊرائيور سافٽ ويئر انسٽال ڪرڻو پوندو. توهان اهو سافٽ ويئر اِي دستخط سان گڏ فراهم ڪيل ميڊيا جي ذريعي يا ان ڪمپني جي ويب سائيٽ جي ذريعي انسٽال ڪري سگهو ٿا. جتان توهان اِي دستخط حاصل ڪئي هئي

اِي دستخط جو استعمال ڪيئن ڪجي؟

پنهنجي ڪمپيوٽر تي اِي دستخط سيٽ اپ کي مڪمل ڪرڻ کانپوءِ توهان پنهنجي اڪائونٽ ۾ لاگ اِن ڪري سگهو ٿا ۽ پنهنجي سرٽيفڪيٽ جو استعمال شروع ڪري سگهو ٿا.

اِي دستخط جي درخواست ۾ ڪهڙا دستاويز ڪم اچن ٿا؟

اِي دستخط جا به مختلف قسم آهن. انفرادي اِي دستخط ۽ ڪارپوريٽ اِي دستخط. درخواست ڪرڻ دوران درخواست ڪيل دستاويزات هر هڪ جي لاءِ مختلف آهن

انفرادي اِي دستخط لاءِ گهربل دستاويز

هڪ قبوليت جوڳي اِي سرٽيفڪيٽ سان گڏ درخواست فارم. درخواست گذار جي تصوير سان گڏ هڪ درست سرڪاري شناختي دستاويز جي اصل ڪاپي جهڙوڪ: شناختي ڪارڊ، ڊرائيونگ لائسنس يا پاسپورٽ.

اِي دستخط عام طور تي عوامي تجارتي معاهدن ۾ استعمال ٿيندي آهي. اِي دستخط کي استعمال ڪرڻ لاءِ هيٺ ڄاڻايل هنڌن تي استعمال ڪري سگهجي ٿو

- بين الاقوامي اداره جاتي مواصلات
- سماجي تحفظ جون درخواستون
- ٽيڪس جي ادائگي
- پاسپورٽ جون OSS، LES، KPSS درخواستون
- اِي دستخط استعمال ڪرڻ جي لاءِ توهان کي صرف انٽرنيٽ تائين رسائيءَ واري ڊوائيس جي ضرورت پوندي. ٻين لفظن ۾، توهان اهم دستاويزن تي دستخط ڪري سگهو ٿا ۽ وقت يا جڳهه جي حدن جي بغير پنهنجي سرڪاري آفيس ۾ پري کان ويهي توهان اهم دستاويز 'سائن' (اِي دستخط) ڪري سگهو ٿا ۽ پنهنجي سرڪاري ڊيٽي ليٽي ڪري سگهو ٿا.

اِي دستخط (صحي) هڪ ڊجيٽل ايپليڪيشن آهي جيڪا ڪنهن به عمل ۾ عام دستخط جي جڳهه وٺي ٿي: هر سرڪاري ڪاغذ تي 'صحي' طور گهربل هوندي آهي اِي دستخط قانوني حيثيت جي لحاظ کان عام دستخط جيان آهي ان جي عام دستخط جهڙي مخصوص شڪل ناهي هوندي اِي دستخط، مختلف حرفن ليڪن يا

علامتن تي مشتمل هوندي آهي اها ڪنهن عام دستخط کان مختلف هوندي آهي ۽ انهيءَ تي دستخط ڪرڻ واري پارٽي جي سچائي جي تصديق جي لاءِ ٻئي اليڪٽرانڪ ڊيٽا ۾ شامل ڪري استعمال ٿيندي آهي جيتوڻيڪ اِي دستخط ۽ عام دستخط قانوني حيثيت جي لحاظ کان هڪ جهڙيون آهي، پر ڪجهه صورتن ۾ ڪجهه فرق ضرور آهن. جهڙوڪ شادي ۽ وراثت جي منتقلي وغيره

سج جي روشني مان وٽامن ڊي ڪيئن ٿو حاصل ٿئي؟

اسان جي جسم ۾ هڪ ڪيميڪل ڪمپائونڊ موجود هوندو آهي، جنهن کي هائيڊرو آڪسي ڪوليسٽرول چئجي ٿو جڏهن سج جي روشني جسم تي پوندي آهي ته هي ڪيميڪل ۽ سج جي روشني جو پاڻ ۾ ميلاپ ٿيندو آهي جنهن کي سج جي روشني هوندي آهي.

جيڪڏهن اسين پوڻن مان ملندڙ وٽامن ڊي جي ڳالهه ڪريون ته ان ۾ ايرگو Ergocalciferol يعني وٽامن D2 هوندو آهي هي به رت ذريعي جيئن ۾ پهچي ٿو وٽامن ڊي جو ڪم هڏن کي مضبوط ڪرڻ ۽ ان ۾ ڪيلشيم ۽ فاسفورس جي سطح کي وڌائڻ هوندو آهي جنهن سان هڏيون ۽ ڏند مضبوط ٿيندا آهن انهن پنهي جي کوٽ جي صورت ۾ ٻارن جون هڏيون ڪمزور ٿي وينديون آهن ۽ وڏن ۾ به هڏن جا مختلف مرض ٿي پوندا آهن جيڪڏهن ان جو وڌيڪ استعمال ڪيو وڃي ته گردن ۾ ڪيلشيم جون پٿريون به ٺهي سگهن ٿيون. سج جي روشني مان ملندڙ وٽامن ڊي سڀ کان وڌيڪ

Cholesalciferol چئجي ٿو ان کي وٽامن ڊي ٣ به سڏيو آهي. جيڪي وٽامن اسان جي کاڌي ۾ شامل هوندا آهن، ان جي ڳالهه ڪريون ته اسين وٽامن ڊي جانورن جي گوشت ۽ مختلف ٻاڄين مان به حاصل ڪندا آهيون. جانورن جي گوشت مان ملندڙ وٽامن ڊي Cholesalciferol هوندو آهي. جيڪو اسان جي هاضمي جي نظام ۽ رت ذريعي جيري ۾ پهچي ٿو ۽ وٽامن ڊي حاصل ڪرڻ جو سڀ کان وڏو ذريعو فائديمند هوندو آهي. ڊاڪٽرن موجب هر روز 10 کان 30 منٽ سج جي روشني وٺڻ گهرجي ته جيئن جسم ۾ وٽامن ڊي جي کوٽ پوري ٿي سگهي. سفيد رنگ وارن کي وٽامن ڊي جي وڌيڪ ضرورت هوندي آهي. ننڍن ٻارن لاءِ به سج جي روشني انتهائي اهم هوندي آهي. تنهن ڪري ان کي صبح جو سوير سج جي روشني ۾ ويهارڻ گهرجي ته جيئن ان جون هڏيون مضبوط ٿي سگهن

اڄڪلهه وارين ٿيندڙ شادين جو مختصر احوال؟

سنڌ اندر جبري زوري زبردستي وارين شادين ۾ رشتا عام معمول بڻيل آهن.زندگي سنوارڻ ۽ بگاڙڻ وارو هڪ اهوئي زندگي جو حسين پهريون مرحلو چئي سگهون ٿا يا وري ائين به چئي سگهون ٿا ته پنهنجي نياڻين جي مرضين مٿان پاڻي ڦيرائي پاڻ آخر ۾ پوري عمر پيا مٿو پٽيندا آهيون زوري زبردستي جون شاديون هن ريت غور نظر هونديون آهن ننڍي عمر ۾ نياڻي نابالغ هوندي به مائٽ والدين بنا نياڻي جي سمجهه سڌ جي پرڻايو ڇڏين زوري زبردستي نياڻين جون شاديون نياڻين جي ارمانن جو قتل آهي خوابن جو قتل آهي ۽ نياڻيون صبر ۾ رهي زندگي روئينديون رهن ٿيون والدين جي عزت جو خيال رکندڙ نياڻيون به مجبورن جذباتي قدم کڻي بدنام ٿينديون پڻ رهن ٿيون ڪيتريون ئي نياڻيون ڪاريون ڪري ماريون ويون آهن ڪيتريون نياڻيون زندآهن ۾ سڙڻ تي مجبور بڻيل آهن ڇا نياڻين کي پسند ۽ نا پسند جو ڪوئي حق ناهي ڇا نياڻيون جواني تائين والدين جي خدمت ڪرڻ بعد ئي زندگي خوف ۾ گذارينديون رهن ٿيون ڪيتريون ئي ڪمزور دل نياڻيون خودڪشيون پڻ ڪريو پوري زندگي والدين لاءِ هڪ نه وسرندڙ درد بڻجي رهجو وڃن ڪجهه ته نياڻيون به حق رکن ٿيون نياڻين جا خواب ارمان ۽ اميدون جيڪي دل ۾ اٿارين ٿيون ۽ پوريون نٿيون ٿي سگهن پر والدين به همدرد ٿي دوستاڻي طريقي سان فقط پڇڻ ته مناسب سمجهن ته نياڻي جو ڇا رايو آهي اڄ شادين بابت ڪيترائي سوال اٿندا رهن ٿا.انهن سوالن ۾ لڪل سمورن جا جواب به شامل هوندا آهن پر اسين لاپرواهين ۽ انا غرور سبب سڀ سمجهه هئڻ ڪانپوءِ به اکيون پوري سموريون انسانيت شرعي دائرن جو اهي حدون اورانگهيندي دير به ناهيون ڪندا بعد ۾ پنهجن جون پاڻ ئي زندگيون وڃائڻ جي پاڻ ئي شروعات ڪري وٺندا آهيون ““ شاديون يعني نڪاح اهو نڪاح جيڪو محمدي موجب اسلامي قانون جي موجودگي ۾ زنده رهڻ جو احساس پڻ ڏياريندو رهي ٿو پر اسين مسلمان ساڳين موجودگين ڪي زنده لاش بڻائي هڪ پنهجي ڪنواري نياڻي ڪنوار ڪي سجائي سنواري زبردستي پنهجي پسنڌ سان پرڻائي ڪوهاڇلي وٺندا آهيون ““ ڇا اسين وساري ڇڪا آهيون حديث علم ۽ ادب کان محروم ته ناهيون ٿي پيا سڀ خبر رکڻ بعد به عزت غيرت جي آڙ ۾ اسين اهي ناڪام فيصلن جا ٺلها سڪٽا ڪوڙا دوڳلا حڪم جاري ڪري هڪ معصوم نياڻي جي دل اندر جنم وٺندڙ هزارين ساهه پريون حسرتون ۽ ڪيترائي ساهه ڪٽندڙ ارمانن جو سرسبز باغ پنهنجي مرضين جي آڙ ۾ برباد ۽ ويران بڻائيندي دير به ناهيون ڪندا.مون عالمن بزرگن جي زباني ٻڌو آهي مون اهو ٻڌو آهي ته شروعات ۾ اسان انسانن جي هڪ ئي ذات هوندي هئي جنهن ذات کي انسانيت انسان جي

چوندا هئا جنهن کي انسان ذات چوندا هئا،جنهن کي مسلمان انسان چوندا هئا جيڪي سڀ انسان پائر هئا جيڪي هڪ ئي پياري نبي پاڪ جا امتي ۽ عاشق رسول هوندا هئا پر بعد ۾ جڏهن قبيلائي بادشاهتون اڏجڻ لڳيون بادشاهہ پيدا ٿيندا رهيا وزيرن جو هجوم لڳل رهيو نيٺ سياستدان پڻ ٿيڻ لڳا پوءِ انسان محدود فرقن ۾ تقسيم ٿيندو رهيو ۽ آخرڪار ذاتن مڪمل اليحدگي اختيار ڪرائي انسانن کي انسانن کان ڌار ڪرائي ورتو پاڻ کي ڪوسو،لشاري لاشاري لاشار،ملاح مير بحر، چانڊيو،ماڇي،پٽي راجپوت،ميمڻ،انصاري،مڱڻهار،ر ند،جوڻيجو معنيٰ تہ سوين انسان اهڙن نالن ۾ قيد پنهنجي پاڻ کي نئين سڃاڻپ تخليق ڪرائيندا رهيا سين ۽ اهو ايترو ئي اڄ تعارف پاڻ سمورن جو رهيو ۽ هاڻي وري مير ، رئيس ، وڏيرو ،پوتار، جاگيردار پڻ سڏائيندي ڳاڻ فخر سان اوچو ڪرائيندا رهون ٿا. ""هاڻي پلا پسند ناپسندي وارو سوال بہ شرعي مسئلي ۾ اچي ٿو يا نہ ان بابت وديڪ ڪا ڄاڻ نہ اٿم پر پسند ۽ ناپسند معنيٰ رضامندي پسندؔ کي چيو وڃي ٿو ناپسند کي جبرن زور زبردستي کي چيو ويندو آهي ٿورڙو غور ڪيو""پياري نبي پاڪ صلي الله عليہ وعليہ وسلم تي وحيءَ

نازل ٿي ۽ فرمايائون تہ اي الله جا رسول الله پاڪ فرمائي ٿو تہ اوهان پنهنجي نياڻي جو رشتو حضرت علي ڪرم الله وجہ کي ڏيو""حضرت علي شير خدا جڏهن پاڻ سڳورن جي بارگاهہ ۾ حاضر ٿيا مختصر گفتگو بعد بنا پنهنجي خيالن جي ونڊ ورڇ ڪندي روانو ٿيڻ لڳي ٿو پويان پاڻ سڳورا پڇن ٿا اي علي اوهان جنهن ڪم سان آيا هئا اهو تہ ٻڌايو"""فاطمہ""جي رشتي لاءِ آيا هئا تنهن تي حضرت علي ها ۾ جواب ڏين ٿا ۽ چپ رهن ٿا پر پاڻ سڳورا ڳاله ڪرڻ بعد الله جي مليل حڪم بعد غور ڪجو انسانو! پاڻ سڳورا ڪائنات جي خالق پالڻهار جي مليل حڪم بعد بہ پنهنجي نياڻي وٽ وڃي پڇن ٿا اي فاطمہ مون وٽ علي آيو هو اوهان جي رشتي لاءِ مون ها ڪري ورتي اوهان جي ڇا راءِ اوهان جي دل ڇا ٿو چوي "" پاڻ سڳورا اهو پيارو نبي جنهن لاءِ هي پوري دنيا ٺاهي وئي آسمان بنا ٿنڀ جي جوڙيو ويو اهو الله جو رسول جنهن لاءِ ڌرتي کي ٺاهيو ويو اهو پيارو نبي جنهن تي قرآن پاڪ نازل ٿو ٿئي اهو پيارو نبي جيڪو هڪ لک 24 هزار نبين جي پاڻ امامت تو

ڪري اهو پيارو نبي مخلوق سان پيار امن محبت ۽ ڀائيچاري جو درس ڏنو ۽ ڪائنات جي محبوب نبي جي ولادت باسعادت هن ساڳي ڀلاري مهيني ربيع الاول ۾ ٿي اهو پيارو نبي جنهن دين اسلام جو پرچم لهرايو جنهن جا اسين اوهين سمورا امتي آهيون پر ايترو تہ پيارو نبي آهي جنهن جا امتي پاڻ ئي نہ الله جا پيا نبي بہ جنهن جي امت ٿي قيامت ۾ اٿڻ جون دعائون ٿا گهرن اهڙو پيارو پاڪ نبي جنهن کي الله پاڪ جو حڪم ملي ٿو پر پوءِ بہ پنهنجي نياڻي کان اجازت وٺڻ لاءِ پڇڻ لاءِ ان علي جي رشتي جو چوي ٿو جيڪو شير خدا آهي اهو علي جيڪو ڪعبہ ۾ جنم ٿو وٺي اهو پيارو علي جنهن جي شان ۾ ائين ئي چوندا آهن تہ الله جو نبي علم جو شهر آهي تہ علي ان جو دروازو آهي ان جو رشتو الله پاڪ طرفان منظور ٿيڻ بعد بہ الله جو رسول پيارو نبي پنهنجي نياڻي کان ڀريان پڇي پڪ ڪرڻ بعد ان جي مرضي شامل ڪرڻ بعد رشتي کي عمل ۾ آڻين ٿا """هاڻي ٻڌايو انسانو ايستائين پاڻ پنهنجي ڪيترن ئي نياڻين جون پاڻ شاديون ڪنهن جي

مليل حڪم بعد نياڻين کان مرضي پڇڻ گوارا ئي نٿا سمجهون زندگي گذارڻي نياڻين کي هوندي آهي پر پاڻ والدين نياڻي جي پسند ناپسندي کي نٿا ڏسون بس ڏسون ٿا نوڪري وارو هجي ملڪيت وارو هجي پنهنجي ذات وارو هجي پر نياڻي کان ڪڏهن بہ نڪاح کان اڳ ۾ پڇڻ جي زحمت ئي نہ ڪئي نياڻي کان پڇڻ ۾ اڄڪلہ عزت گهٽجي ٿي اها نياڻي جيڪا الله پاڪ رحمت جي نالي سان عطا ڪئي آهي ""اسين مسلمان هر مسئلي کي مذهبي رنگ ڏئي طاقتور ٿي پوندا آهيون پر ايمانداري جو دور رائج ٿيڻ گهرجي پنهنجي نياڻي کان هر والدين زندگي گذارڻ واري هن موقعي مناسبت سان رشتن بابت پڇا ڪرڻ گهرجي نياڻي جي مرضي ۽ رضامندي کي شامل ڪرڻ بعد نڪاح ڪرائي وڃي اهو ڪو قانون نہ بلڪ هي اها هڪڙي واٽ آهي اهو رستو گس آهي جيڪو پاڻ سڳورن پنهنجي خوبصورت زندگي ۾ پڻ ورتو هو ۽ اڄ پاڻ بہ ساڳي واٽ وٺي اهو ثابت ڪيون تہ اسين سڀ مسلمان پائر آهيون ۽ اسين نياڻين جي رضامندي کي غيرت يا انا ۾ نٿا آڻيون ۽ انسانيت ناتي پنهجن تي پنهجو جبر زبردستي مناسب پڻ نٿي لڳي.

FAME WHEELS
BID SMARTER, DRIVE FURTHER

PLATFORM FOR SEAMLESS CAR BIDDING AND SALES

WWW.FAMEWHEELS.COM

• خصوصی نیلامی پلیٹ فارم

پاکستان کا واحد نیلامی پلیٹ فارم جو شفاف اور مسابقتی ماحول میں گاڑیوں کی خرید و فروخت بہترین قیمتوں پر پیش کرتا ہے۔

• مفت گاڑی کی فہرست

اپنی گاڑی کو مفت میں فہرست کریں اور پاکستان کے تیزی سے بڑھتے ہوئے آٹوموبائل مارکیٹ میں وسیع ناظرین تک رسائی حاصل کریں۔

• گاڑی کی معائنہ خدمات

ماہر معائنہ کے ذریعے تفصیلی رپورٹس فراہم کی جاتی ہیں تاکہ آپ کی گاڑی کی معیار اور حفاظت کی ضمانت مل سکے۔

• پریمیم فیچرڈ اشتہارات

پریمیم اشتہارات کے ساتھ اپنی فہرست کی نمائش بڑھائیں تاکہ تیز تر فروخت اور زیادہ سے زیادہ نمائش حاصل کی جا سکے۔

DOWNLOAD OUR APP NOW

GET IT ON Google Play | Download on the App Store

+92 300-111-FAME (3263)

A-5 Plot FL 3 Nehr-e-Khayam Road Block 5
Near Boat Basin Clifton Karachi.

murreebrewerycompany www.murreebrewery.com

CARLTON
THE NEW FACE OF BUSINESS

CARLTON
LUGGAGE UK

(www.thenewslark.com)

WWW.CARLTONTRAVELGOODS.COM